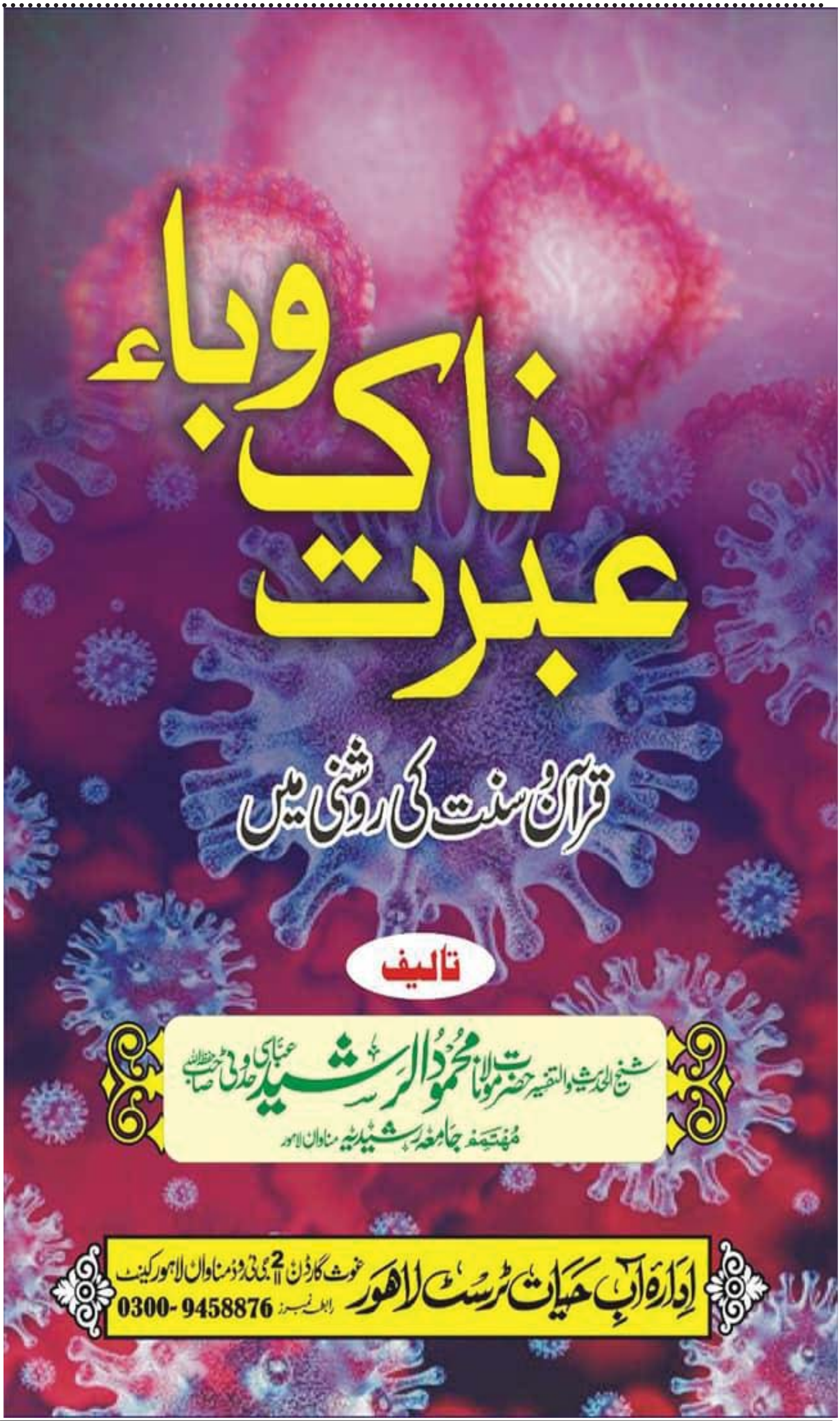
عبرت ناک وباء
قرآن و سنت کی روشنی میں
تالیف
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی عباسی صاحب حفظہ اللہ
مہتمم جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور
ادارہ آبِ حیات ٹرسٹ لاہور
غوث گارڈن 2 جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ
رابطہ نمبرز 0300-9458876

ضابطہ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبرت ناک وباء
از قلم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا محمودالرشید حدوٹی
سرورق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ملک انعام الرحمان عاقب
مطبع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبداللہ پریس ریٹی گن روڈلاہور
طباعت اول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپریل ۲۰۲۰ء
تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پانچ صد
ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ادارہ آب حیات ٹرسٹ

فہرست مضامین

وبائی امراض	٦
[وباء اور قرآن وسنت]	١٠
وباء اور مدینہ منورہ کی حفاظت	١٤
وبائی امراض اور احتیاطی تدابیر	١٨
طاعون	٢٤
وبائی امراض کیوں پھوٹتی ہیں؟	٢٦
وباء کی خاص دعا	٣٠
وبائی امراض میں مزید کرنے کے مزید کام	٣٤
[اللہ کی طاقت]	٣٥
ایڈز کی بیماری	٣٩
چکن گنیہ وائرس	٤٢
وبائی بیماریاں اور وائرس	٤٣
ایبولا وائرس	٤٥
مربرگ وائرس	٤٥

سارس وائرس	۴۵
ایم ای وی آر ایس وائرس	۴۵
رِفٹ ویلی فیور	۴۶
زیکا وائرس	۴۶
لاسا بخار وائرس	۴۶
سوائن فلو	۴۶
[سارس اور کرونا وائرس]	۴۷
کرونا وائرس کی چھ اقسام	۴۸
وائرس کہاں سے آیا؟	۴۸
سارس وائرس کی جائے پیدائش	۴۸
کونسا جانور؟	۴۸
یہ کتنی آسانی سے پھیلتی ہے؟	۴۹
چینی حکام کے اقدامات	۵۰
ماہرین کی تشویش	۵۰
[مہلک وبائی امراض]	۵۱

طاعون اور کوڑھ	۵۱
طاعون اور جذام۔ہیضہ۔اسپینش فلو۔چیچک	۵۲
خسرہ۔پولیو وائرس۔ٹی بی کا مرض	۵۳
وباؤں کی ہسٹری	۵۴
وبائی امراض اور نبوی تعلیمات،کرونا اور کراؤن	۵۹
کرونا وائرس کی تباہ کاریاں	٦٦
وائرس سے جنگ اور اللہ کی ضرورت	۷۰
مصیبتوں کے درپردہ حکمت	۷۸
کرونا نئے عالمی نظام کو جنم دے گا	۸۱
کرونا کی تباہ کاریاں	۸۵
بہار میں عذاب	۸۹
[فلسفہ عذاب اور سنت الٰہی]	۹۳

وبائی امراض

محمود الرشید حدوٹی عباسی

دسمبر ۲۰۱۹ء سے ایک وبائی وائرس جسے کرونا وائرس کا نام دیا جارہا ہے کا پوری دنیا میں چرچا ہے،اس وبائی وائرس نے اس وقت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے،چین کے ایک شہر ووہان سے شروع ہونے والے اس وائرس نے چین میں تباہی پھیلائی،پھر اس نے ایران میں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا،یورپی ممالک میں اپنا آپ دکھایا،افریقی ممالک،ایشیائی ممالک سب میں ہل چل پیدا کی۔

پاکستان میں یہ وائرس اس وقت داخل ہوا جب ایرانی زیارات پر جانے والے لوگ ایک بڑی تعداد میں بلوچستان کے راستے پاکستان میں داخل ہوئے،پہلے پہل اس وائرس نے باب الاسلام سندھ کا رخ کیا،پھر دوسرے صوبوں کی طرف بڑھا۔

پاکستان کے حکمران اس وقت بہت پریشان ہیں،وہ اپنی زبانوں سے لوگوں کو اس وائرس سے بچنے کی تدابیر بتارہے ہیں اور ساتھ ہی متکبرانہ جملے زبانوں سے باہر پھینک رہے ہیں کہ کہ کرونا سے ڈرنا نہیں ہے اس سے لڑنا ہے،کوئی کہتا ہے کہ ہم متحد ہو کر اس وائرس کو شکست دیں گے،کوئی کہتا ہے کہ قومی یکجہتی سے ہم اس وائرس کو شکست دیں گے،جتنے منہ اتنی باتیں کی جارہی ہیں،کہیں سے بھی یہ آواز نہیں اٹھ رہی کہ لوگو! توبہ کا وقت ہے،رجوع الی اللہ کا وقت ہے،اپنے گناہوں،اپنی بداعمالیوں اور کوتاہیوں پر اللہ سے معافی مانگنے کا وقت ہے۔

اس وائرس کے اثرات امریکہ میں بھی پہنچے ہیں مگر امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اللہ کی بارگاہ میں معافی طلب کی ہے، دعا کی ہے،اور شرح سود صفر پر کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔

ادھر اٹلی جیسے چھوٹے اور ترقی یافتہ ملک میں کروناوائرس نے اپنے پنجے اس تیزی سے پیوست کیے کہ وہاں ایک انسانی المیے نے جنم لے لیا ہے، بہت بڑی تعداد میں لوگ موت کے منہ میں جا پہنچے ہیں، ہسپتال مریضوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں، مرنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ مرنے والوں کو شمار تک نہیں کیا جاسکتا، مرنے والوں کے لیے تابوت کم پڑ گئے ہیں، مرنے والوں کے لیے گورستان اور مقبروں میں جگہ کم پڑ گئی ہے،وائرس اس قدر بڑھ رہا ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتا۔

یوں دنیا بھر میں افراتفری کا سماں ہے،خانہ کعبہ طواف کرنے والوں کے لیے بند کردیا گیا، کبوتروں کی ٹولیاں خانہ کعبہ پر منڈلاتے دیکھی گئی ہیں، جب کہ مسجد نبوی شریف جمعہ کے لیے مقفل کردی گئی ہے، سعودیہ سمیت کئی عرب ممالک میں مساجد کے اجتماعات اور نماز باجماعت ادا کرنے پر پابندی عائد کردی گئی ہے، ادھر پاکستان کی مساجد میں جمعہ کی اردو والی تقریر ختم کرکے عربی کا مختصر مختصر خطبہ اور مختصر ترین نماز پڑھانے، گھروں سے وضو کرکے آنے اور سنتیں نوافل گھروں میں ادا کرنے کی تلقین و تعلیم دی جارہی ہے۔

باب الاسلام کہلانے والے سندھ میں لاک ڈاؤن کی کیفیت پیدا ہوچکی ہے، مارکیٹیں بند کردی گئیں، کارخانے بند کردیے گئے، صنعتی مراکز مقفل کردیے گئے، ملک بھر میں سرکاری ملازمین کو تعطیلات پر روانہ کردیا گیا، ریلوں، گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کی پروازوں تک کا شیڈول متاثر ہوچکا ہے، دنیا کے کئی ممالک میں پروازیں بند کردی گئی ہیں، دنیا کے کئی ممالک میں لوگوں کو تعطیلات پر بھیجا جاچکا ہے۔

کرونا وائرس نے اس قدر دہشت، وحشت، خوف اور ڈر لوگوں میں پیدا کر دیا ہے کہ ہر شخص سرجیکل ماسک منہ پر چڑھانے کی فکر میں ہے، مگر جونہی یہ وباء پھیلی توں ہی ذخیرہ اندوزوں نے سستے داموں ماسک خرید کر غائب کر دیے، دس روپے میں فروخت ہونے والا ماسک اس قیامت کی گھڑی میں دو اور ڈھائی سو روپے میں فروخت کیا گیا، ایک ایک ڈبہ ماسک کا سترہ سترہ سو میں فروخت کیا گیا، پھر کئی مقامات سے پولیس نے چھاپے مار کر بڑی تعداد میں ماسک برآمد کروائے۔

کرونا وائرس کی ہولناکی کا عالم دیکھیے کہ صحافی، میڈیا مین لوگ خبریں سناتے وقت ایک دوسرے سے کئی فٹ کے فاصلے پر دکھائی دیے، وزیر اعظم کی میٹنگ میں کئی کئی فٹ کے فاصلے پر وہ لوگ دکھائی دیے جو کرونا پر قابو پانے کی تجاویز سنا رہے تھے، ممتاز عالم دین مولانا طارق جمیل جن سے حکومت نے وائرس کے خلاف اپنی خدمات پیش کرنے اور دعا کرنے کی درخواست کی وزیر اعظم ان سے مصافحہ کی بجائے دور سے ہی سلام کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

ادھر دنیا بھر میں لوگوں نے ایک دوسرے کو ہاتھ ملانا، ہنڈشیک کرنا بند کر دیا ہے، اب دونوں ہاتھوں کو ملانے کی بجائے کہنیاں ملائی جارہی ہیں، ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص نے کہنی آگے کی تو دوسرے نے اپنے ہاتھ کے پوٹے اس کی کہنی پر رکھ کر مصافحہ کیا، یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ لوگ مصافحہ کی بجائے ایک دوسرے کے پاؤں کے ساتھ پاؤں ملا رہے ہیں۔

پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں دفعہ ایک سو چوالیس نافذ کر دیا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ کہیں بھی لوگ چھوٹا بڑا اجتماع نہ کر سکیں، چار لوگوں سے زیادہ کسی جگہ پر جمع ہونا اس قانون کی خلاف ورزی سمجھا جائے گا۔

کہنے سننے اور دیکھنے میں نمایاں فرق ہے، جو کچھ اس وقت دنیا میں کروناوائرس کی بناء پر ہورہاہے اسے میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا، جو کچھ ہورہاہے اسے الفاظ کا جامہ بھی پہنانے سے میں اپنے کو قاصر دیکھ رہاہوں، میں پل پل بدلتی صورت حال کو الفاظ کے کوزے میں بند بھی نہیں کر سکتا، ابھی جب میں یہ سطریں لکھ رہاہوں تو کیفیات، اخبارات اور واقعات اور طرح کے ہیں، جب میں یہ سطریں لکھ کر فارغ ہوں گا اور آپ کے مطالعہ کی میز تک میری یہ فقیرانہ اور متواضع تحریر پہنچے گی تو اس وقت حالات کچھ اور رخ اختیار کر چکے ہوں گے۔

خلاصہ یہی عرض کر سکتاہوں کہ اس وقت پوری دنیا میں ایک افراتفری کا سماں ہے، چھوٹی بستی سے لے کر قصبہ تک، قصبہ سے یونین کونسل تک، یونین کونسل سے تحصیل تک، تحصیل سے ضلع تک، ضلع سے ڈویژن تک، ڈویژن سے صوبہ تک، صوبہ سے چاروں صوبوں، گلگت بلتستان اور کشمور سے کشمیر تک، جاپان سے ایران تک، چین سے فلسطین تک، سعودیہ سے کیوبا تک، شارجہ سے امریکہ تک، افراتفری کا سماں ہے، حالات قابو سے باہر دکھائی دے رہے ہیں، یوں لگ رہاہے کہ قیامت آچکی ہے یا بالکل جلد ہی واقع ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ ہمیں بلکہ پوری دنیا کو اس امتحان اور آزمائش سے بچاکر ہمیں بلکہ پوری دنیا کو صراط مستقیم پر لے آئے، سب کو راہ راست پر چلادے، جس راستے کو اللہ پسند کرتا ہے، جن کاموں سے اللہ خوش ہوتا ہے اللہ سب کو انہی کاموں پر لگادے۔ آمین

خادم اسلام

محمود الرشید حدوٹی عباسی

صدر ادارہ آب حیات ٹرسٹ

۲۰ مارچ ۲۰۲۰ء بروز جمعہ رات ساڑھے دس بجے

وَبَاء اور قُرآن وسُنَّت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں وباؤں سے بھاگ کر کسی دوسرے محفوظ مقام پر پناہ ڈھونڈھنے والوں کے بارے میں اطلاع دی ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۲۴۳﴾سورة البقره

کیا آپ کو ان لوگوں کا حال معلوم نہیں ہوا جو موت سے بچنے کے لیے اپنے گھروں سے نکل آئے تھے، اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے؟ چنانچہ اللہ نے ان سے کہا: مر جاؤ، پھر انہیں زندہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر بہت فضل فرمانے والا ہے، لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

اس آیت مبارکہ میں بنی اسرائیل کی ایک قوم کا ذکر ہے، ان میں وبا پھیل گئی، یہ لوگ واسط کے مشرقی نواح میں داوردان یا ذاوردان نامی ایک دیہات میں رہتے تھے، یہ لوگ وباء کے خوف سے اپنے گاؤں سے بھاگتے ہوئے نکلے اور اپنے طور پر ایک محفوظ وادی میں جا اترے، ان کے خیال میں یہ تھا کہ شاید یہاں موت انہیں نہیں آئے گی، مگر قادر وقدیر اور مقتدر رب العالمین نے انہیں یہاں بھی موت دے دی۔

اسلوب قرآنی میں الوف کا لفظ اشارہ کرتا ہے کہ اس دیہات سے نکلنے والے لوگ کوئی مختصر اور تھوڑی تعداد میں نہیں تھے بلکہ ہزاروں تھے، ارباب تفسیر نے اپنی اپنی معلومات کے مطابق ان کی تعداد کا ذکر کیا ہے، ابن عباس فرماتے ہیں یہ لوگ چار ہزار تھے، ایک روایت میں ہے کہ آٹھ ہزار تھے، ایک روایت میں نو ہزار، ایک میں چالیس ہزار اور بعض تیس ہزار بتاتے ہیں۔

علامہ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں ھم الوف کے تحت بہت سے مفسرین کے اقوال ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے دیتے ہوئے فرمایا کہ اور صحیح یہ ہے کہ وہ دس ہزار سے زائد تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَهُمْ أُلُوفٌ" اور یہ جمع کثرت ہے اور دس اور اس سے کم کے بارے میں الوف نہیں بولا جاتا۔ (تفسیر قرطبیؒ)

علامہ قرطبیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ لوگ طاعون سے بھاگتے ہوئے نکلے اور انہوں نے کہا: ہم ایسی زمین پر آئے ہیں جہاں موت نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو مار دیا، پھر ان کے پاس سے ایک نبی (علیہ السلام) کا گزر ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا، یہ لوگ سات یا آٹھ دن تک مرے رہے۔

حضرت حسنؒ نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ نے انہیں بطور سزا مدت مقررہ سے پہلے مار دیا، پھر انہوں نے باقی ماندہ عمر کے لئے اٹھا دیا، اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی حضرت شمعون علیہ السلام کے معجزہ کے طور پر ایسا کیا، یہ لوگ بخار کے ڈر سے اپنی بستی سے بھاگ نکلے تھے۔

اور بعض کا خیال ہے کہ وہ جہاد سے فرار ہوئے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی حضرت حزقیل (علیہ السلام) کی زبان سے جہاد کے بارے حکم ارشاد فرمایا، تو

وہ جہاد میں قتال ہونے کے سبب موت سے خوفزدہ ہوگئے، پس وہ اس سے بھاگتے ہوئے اپنے گھروں سے نکل گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دے دی تاکہ وہ انہیں متنبہ کردے کہ کوئی شے انہیں موت سے نجات نہیں دلا سکتی پھر انہیں زندہ کیا اور انہیں اپنے اس ارشاد سے جہاد کے بارے حکم دیا: ” وَقاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ “ (اور تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرو)۔

ابن زید نے الوف کے لفظ کے بارے میں کہا ہے کہ اس کا معنی ہے وَهُمْ مُؤْتَلِفُونَ “ یعنی انہیں اپنی قوم کے افتراق نے نہیں نکالا اور نہ ان کے درمیان کوئی فتنہ برپا ہوا، بلکہ وہ تو ایک دوسرے سے محبت اور لفت رکھتے تھے اور الفت اس فرقت کے خلاف ہے، پس وہ موت سے فرار اختیار کرتے ہوئے اور اپنے خیال کے مطابق زندگی کی خواہش رکھتے ہوئے اپنے گھروں سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی جگہ موت دے دی جو ان کے گمان کے مطابق ان کے لئے جائے نجات تھی، پس اس معنی کی بناپر الوف الف کی جمع ہے، جیسا کہ جالس کی جمع جلوس ہے۔

ابن عربی نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دینے کے لئے ایک خاص مدت تک موت دی اور پھر انہیں زندہ کردیا اور وَمِيْتَةُ الْعُقُوبَةِ بَعْدَهَا حَيَاةٌ، وَمِيْتَةُ الْأَجَلِ لَا حَيَاةَ بَعْدَهَا سزا کے لئے موت دینے کے بعد زندگی ہے اور اپنی مدت مقررہ پر موت آنے کے بعد زندگی نہیں ہے(احکام القرآن)

حضرت مجاہدؒ نے کہا ہے،

إِنَّهُمْ لَمَّا أُحْيُوا رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ يَعْرِفُونَ] أَنَّهُمْ كَانُوا مَوْتَى [وَلَكِنْ سَحْنَةُ الْمَوْتِ عَلَى وُجُوهِهِمْ، وَلَا يَلْبَسُ أَحَدٌ مِنْهُمْ ثَوْبًا إِلَّا عَادَ كَفَنًا دَسِمًا حَتَّى مَاتُوا لِآجَالِهِمُ الَّتِي كُتِبَتْ لَهُمْ(تفسیر طبری،تفسیر قرطبی)

جب وہ زندہ کیے گئے اور اپنی قوم کی طرف لوٹے تو وہ پہچانے جا سکتے تھے (کہ وہ مردہ تھے) اور موت کی علامات ان کے چہروں پر تھیں اور ان میں سے کوئی جو کپڑا بھی پہنتا تھا تو وہ میلا سا کفن بن جاتا یہاں تک کہ وہ اپنی اس مدت مقررہ پر فوت ہوئے جوان کے لئے لکھی گئی تھی۔

ابن جریج نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ آج تک بنی اسرائیل کی اس نسل میں وہ بو باقی ہے اور روایت ہے کہ وہ عراق کے (شہر) واسط کے پاس تھے۔اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بدبودار ہو جانے کے بعد زندہ کیے گئے پس وہ بو آج تک ان کی نسل میں موجود ہے۔

مرنے کا حکم: انہیں ندا دی گئی اور انہیں کہا گیا: تم مر جاؤ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دو فرشتوں نے ان کے پاس چیخ لگائی تم مر جاؤ پس وہ مر گئے۔

عمرو بن دینار اس آیت بارے فرماتے ہیں کہ ان کی بستی میں طاعون پھیل گیا تو کچھ لوگ وہاں سے نکل گئے اور کچھ لوگ باقی رہ گئے اور نکلنے والوں کی تعداد باقی رہنے والوں کی نسبت زیادہ تھی، فرمایا: پس جو نکل گئے وہ محفوظ رہے اور جو وہیں مقیم رہے وہ مر گئے اور جب دوسری بار ایسا ہوا تو سوائے قلیل لوگوں کے وہ تمام کے تمام نکل گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے جانوروں کو بھی موت دے دی، پھر انہیں زندہ کر دیا اور وہ اپنے شہروں کی طرف لوٹ گئے اور ان کی اولاد بھی پیدا ہوئی، اور حسن نے کہا ہے: وہ طاعون سے ڈرتے ہوئے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے جانوروں کو ایک ہی ساعت میں مار دیا اور وہ چالیس ہزار تھے۔

وباء اور مدینہ منورہ کی حفاظت

کروناوائرس کی وجہ سے دنیا بھر میں افراتفری اورپریشانی پھیلی ہے، مکہ اور مدینہ میں بھی سخت پریشانی کا سامنا کیا جارہا ہے، زائرین اور عمرہ کرنے والوں کے لیے طواف بند کردیا گیا اور مدینہ شریف میں مسجد نبوی بھی بند کردی گئی، جمعہ کی نماز بھی مسجد نبوی شریف میں ادا نہیں کی گئی، حالانکہ یہ دو محترم ومکرم مقامات اللہ کی خصوصی حفاظت میں ہیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

عَلَى أَنْقَابِ المَدِينَةِ مَلاَئِكَةٌ لاَ يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ، وَلاَ الدَّجَّالُ (بخاری)

مدینہ شریف کی طرف جانے والے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں، اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوسکے گا۔

حضرت نبی کریم ﷺ مدینہ شریف کے لیے یوں دعا فرمائی تھی

اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا المَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مُدِّنَا، وَصَحِّحْهَا لَنَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الجُحْفَةِ»، قَالَتْ: وَقَدِمْنَا المَدِينَةَ وَهِيَ أَوْبَأُ أَرْضِ اللَّهِ، قَالَتْ: فَكَانَ بُطْحَانُ يَجْرِي نَجْلًا تَعْنِي مَاءً آجِنًا (بخاری)

اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا فرمادے جس طرح آپ نے مکہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ ،اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرمادے،اور اس کی آب وہوا ہمارے لیے ٹھیک کردے،اس کا بخار جحفہ کی طرف پھیر دے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب ہم مدینہ شریف آئے تو یہ اللہ کی زمین میں سب سے زیادہ وباء والی جگہ تھی، بطحان میں گدلا پانی چلتا تھا،آجن وہ پانی جس کا رنگ اور ذائقہ بدل گیا ہو۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ بن ربیعہ ،شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف کے خلاف بددعا کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ انہوں نے ہمیں ہماری زمین سے وباء والی زمین کی طرف ہمیں نکالا ہے۔(بخاری شریف)

مدینہ شریف پہنچ کر حضرت سیدنا ابو بکر اور حضرت سیدنا بلال حبشی بیمار ہو گئے حضرت ابو بکر اور حضرت بلال کو بہت تیز بخار تھا، حضرت عائشہ دونوں کی بیمار پرسی کرنے ان کے پاس گئیں تو دونوں سے فرداً فرداً پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت ابو بکر نے ان کے پوچھنے پر شعر پڑھا

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ ... وَالمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے اور موت اس کی جوتیوں کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

حضرت بلال کا جب بخار اترتا تو فرماتے

أَلاَ لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً ... بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ ... وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

کاش! میں رات ایسے جنگل میں گذارتا کہ میرے ارد گرد اذخر اور جلیل (ایک قسم کی گھاس)ہوتی اور میں مجنہ کے چشمہ پر اترتا اور کیا میں! شامہ اور طفیل (چشموں کے

نام) کو دیکھ سکوں گا؟

ان کی بیمار پرسی کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو اس وقت نبی کریم ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی کہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالی جائے جس طرح مکہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالی گئی ہے، مدینہ میں ناپ تول کے دو پیمانوں صاع اور مد کے لیے دعا فرمائی کہ مدینہ کے صاع اور مد میں ہمارے لیے برکت ڈال دی جائے، برکت کا معنیٰ ہے چیز تھوڑی سی ہو مگر وہ بہت سے لوگوں کے لیے کافی ہو۔

مسند احمد میں ایک روایت ہے کہ ایک شخص مدینہ کی طرف روانہ ہوا تو اسے راستے میں کسی وباء نے آلیا، جس نے لوگوں میں خوف وہراس پھیلادیا، نبی کریم ﷺ کا پتا چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ وباء مدینہ میں نہیں آئے گی۔ (مسند احمد، کنزالعمال،)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

المَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ، فَيَجِدُ المَلاَئِكَةَ يَحْرُسُونَهَا، فَلاَ يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ» قَالَ: «وَلاَ الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ«بخاری باب لایدجل الدجال المدینہ»

دجال مدینہ کی طرف آئے گا لیکن وہاں فرشتوں کو حفاظت پر مامور پا کر مدینہ کے اندر نہیں آسکے گا،اور ان شاءاللہ طاعون بھی نہیں آسکے گا۔

رحمت کائنات ﷺ نے دعا فرمائی

اللهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي مَدِينَتِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ، اللهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، وَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ سَأَلَكَ لِأَهْلِ مَكَّةَ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ، كَمَا سَأَلَكَ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ، وَمِثْلَهُ مَعَهُ، إِنَّ الْمَدِينَةَ مُشَبَّكَةٌ بِالْمَلَائِكَةِ، عَلَى كُلِّ نَقْبٍ

مِنها مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا، لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ، وَلَا الدَّجَّالُ، مَنْ أَرَادَهَا بِسُوءٍ، أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ(مسنداحمد)

اے اللہ! مدینہ والوں کے شہر میں برکت عطافرما،ان کے صاع میں برکت عطا فرما،ان کے مد میں برکت عطا فرما،اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور تیرے خلیل تھے،میں تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں،ابراہیم علیہ السلام نے آپ سے مکہ والوں کے لیے سوال کیا تھا،میں آپ سے مدینہ والوں کے لیے مانگتا ہوں، جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ والوں کے لیے مانگا تھا،بے شک مدینہ فرشتوں کی حفاظت میں دیا گیا ہے،اس کے ہر داخلی راستے پر دو فرشتے پہریدار ہیں،وہاں سے طاعون داخل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی دجال داخل ہو سکتا ہے،جو مدینہ کے ساتھ برائی کاارادہ کرے گااللہ اسے اس طرح پگھلائے گا جس طرح پانی میں نمک پگھلتا ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک مقام پر مکہ اور مدینہ دونوں کا ذکر فرمایا

الْمَدِينَةُ وَمَكَّةُ مَحْفُوفَتَانِ بِالْمَلَائِكَةِ، عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنهَا مَلَكٌ لَا يَدْخُلُهَا الدَّجَّالُ، وَلَا الطَّاعُونُ(مسنداحمد)

مدینہ اور مکہ دونوں ہی فرشتوں کے ذریعے گھیرے ہوئے ہیں،ان کے ہر راستے پر ایک فرشتہ مقرر ہے،جہاں سے دجال اور طاعون داخل نہیں ہو سکے۔

ان ارشادات سے واضح طور پر پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں کی حفاظت کا انتظام کر رکھا ہے،ان کے سیدھے اور پہاڑی راستوں پر اپنے پہریدار مقرر کر رکھے ہیں،ان پہریداروں کے بارے میں قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے،جو حکم ملتا ہے وہ اسے پورا کرتے ہیں،اس لیے فرشتے دجال اور طاعون کو ان راستوں سے کسی صورت میں گزر کر مکہ اور مدینہ میں نہیں جانے دیں گے،اللہ نے حفاظت کر رکھی ہے،وائرس نہیں داخل ہو سکے گا۔

ہمارے ہاں کروناوائرس کے پھیلاؤ نے اس قدر دہشت، وحشت اور خوف عام کر دیا ہے کہ خانہ کعبہ میں طواف روک دیے گئے، مسجد نبوی شریف اور عرب کی دوسری مساجد میں نمازوں پر پابندی لگادی گئی، کویت کی ایک مسجد کے مؤذن نے دوران اذان حی علی الصلاۃ کہتے ہوئے اعلان کیا کہ صلوافی رحالکم لوگو! اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھ لو، بعد میں بیوتکم کا لفظ وضاحت سے کہا، ساتھ ہی اس کی آہ وبکا بھی سنی گئی کہ وہ بوجھل دل کے ساتھ لوگوں کو احتیاطی تدابیر بتارہا تھا، ہمارے کچھ علماء نے بھی صلوافی رحالکم میں وباء کی صورت میں مسجد کی بجائے گھروں میں نماز پڑھنے کی بات کی ہے، لیکن مجھے بہت دکھ پہنچا ہے کہ مسجد اللہ کی رحمت کا مقام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس قدر اہم کام پیش آتا، مشکل درپیش ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کا رخ کرتے تھے، نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

ہم یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے وبائی امراض میں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی روایات پیش کر رہے ہیں، ان سب روایات میں کسی جگہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجدوں میں آنے اور ان میں نماز ادا کرنے سے منع نہیں کیا۔

طاعون ایک عذاب: حضرات صحابہ کرام میں سے بعض نے حضرت اسامہ بن زید سے پوچھا کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے طاعون (وبائی بیماری) کے بارے میں کچھ سنا تو حضرت اسامہ بن زید نے فرمایا کہ میں نے طاعون کے بارے میں حضرت نبی کریم ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا

الطَّاعُونُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلاَ تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ، وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا، فِرَارًا مِنْهُ» (بخاری)

طاعون وہ عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا، یا یہ فرمایا کہ طاعون وہ عذاب ہے جو تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا تھا، جب تم میں سے کوئی اس کے بارے میں سنے کہ کسی زمین میں ہے تو پھر وہ اس زمین کی طرف نہ آئے، اور جب کسی زمین میں طاعون پھیل جائے اور تم اس زمین میں موجود ہو تو وہاں سے بھاگتے ہوئے نہ نکلو

مطلب یہ ہے کہ طاعون والی زمین سے اس لیے نہ نکلو یا بھاگو کہ یہاں طاعون پھیل گیا ہے اور اسے کوئی نقصان ہوگا، ہاں اگر کوئی شخص اپنے کام کاج یا کسی ضرورت سے نکلنا اور کہیں اور جانا چاہتا ہے تو وہ اس کے خلاف نہیں ہے۔

مفسر قرآن علامہ قرطبیؒ اپنی تفسیر میں یہ روایت نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں

اس میں اس پر دلیل ہے کہ فرار (بھاگنے) کے ارادہ کے بغیر طاعون والے شہر سے نکلنا جائز ہے بشرطیکہ اعتقاد یہ ہو کہ جو کچھ اسے پہنچتا ہے وہ اس سے خطا نہیں ہو سکتا اور اسی طرح حکم وہاں داخل ہونے کا بھی ہے جبکہ اسے یہ یقین ہو کہ اس داخل ہونا اس کی طرف ایسی تقدیر کو نہیں کھینچ سکتا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر نہیں بنائی، پس آدمی کے لئے وہاں داخل ہونا اور وہاں سے نکلنا اس حد کی بنا پر مباح ہے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر قرطبیؒ)

احتیاطی تدابیر توکل کے خلاف نہیں ہیں، حضرت عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے وبائی امراض والے علاقے میں جانے سے کس طرح عمل کیا کہ وہ شام کی طرف جاتے ہوئے مقام سرغ تک پہنچ چکے تھے وہاں اطلاع ملی کہ ملک شام میں وباء پھوٹ پڑی ہے تو حضرات مہاجرین، حضرات انصار اور غزوہ فتح مکہ کے سمجھدار لوگوں سے مشاورت کے بعد وباء والی جگہ کی طرف جانے کا ارادہ ترک کردیا تھا۔

علامہ قرطبیؒ علامہ طبری کے حوالے سے اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت سعدؓ کی حدیث میں اس پر دلیل موجود ہے کہ آدمی پر تکلیف اور اذیت ناک چیزوں کے آنے سے پہلے ان سے بچنا اور احتیاط کرنا لازم ہے اور خوف زدہ کرنے والی اشیاء کے ہجوم اور حملہ سے پہلے ان سے اجتناب کرنا ایک طرف ہو جانا لازم ہے اور ان کے آنے کے بعد اس پر صبر کرنا اور جزع فزع نہ کرنا لازم ہے۔

اور یہ اس لئے ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے جو وباء والی زمین میں نہ ہو کہ وہ وباء پھیل جانے کے بعد اس میں داخل ہو اور جو وہاں ہو اسے وباء پھیل جانے کے بعد اس سے فرار اختیار کرتے ہوئے نکلنے سے منع فرمایا ہے، پس ضروری ہے کہ اسی طرح امور کی تکالیف و مصائب سے ہر بچنے والے کے لئے حکم ہو، اس میں اس کے لئے طاعون سے بچنے کی راہ بھی ہے اور یہ معنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی مثل ہے: "تم دشمن سے ملاقات کی (جنگ کرنے کی) تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کی التجاء کرو اور جب تمہارا ان سے آمنا سامنا ہو جائے تو پھر صبر کرو۔ (بخاری)

حضرت عمرؓ کی احتیاط: عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ شام کے لئے نکلے، یہاں تک کہ جب مقام سرغ میں پہنچے تو ان سے لشکر کے امراء یعنی

ابو عبیدہ بن جراحؓ اور ان کے ساتھی ملے اور بیان کیا کہ ملک شام میں وباء پھوٹی ہے ؟ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مہاجرین کو میرے پاس بلاؤ، چنانچہ انہیں بلا کر ان سے مشورہ لیا اور انہیں بتایا کہ شام میں وباء پھوٹ پڑی ہے کیا کیا جائے ؟ ان لوگوں میں اختلاف ہوا بعضوں نے کہا کہ ہم جس کام کے لئے نکلے ہیں اس سے واپس ہونا مناسب نہیں اور بعضوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ بڑے بڑے لوگ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ ہیں، اس لئے ہماری رائے یہ نہیں کہ آپ انہیں اس وباء کے اندر جھونکیں، ان کی یہ بات سن کر حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ میرے پاس سے چلے جاؤ۔

پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے پاس انصار کو بلالو، میں نے ان کو بلایا حضرت عمرؓ نے ان سے مشورہ کیا تو وہ لوگ بھی مہاجرین کی ڈگر پر چلتے ہوئے ان کی طرح اختلاف کرنے لگے ان کی رائے سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ۔

پھر فرمایا کہ قریش کے ان بوڑھے لوگوں کو بلاؤ، جنہوں نے فتح مکہ کے لئے ہجرت کی تھی، چنانچہ میں نے ان کو بھی بلایا، اس معاملہ میں ان میں سے کسی دو نے بھی اختلاف نہیں کیا اور ان لوگوں نے حضرت عمر سے کہا کہ لوگوں کو وہاں لے جانا اور اس وباء پر پیش قدمی ہمارے خیال میں مناسب نہیں۔

ان لوگوں کی بات سن کر حضرت عمرؓ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ میں کل صبح کو روانگی کے لئے سوار ہو جاؤں گا، چنانچہ لوگ صبح کے وقت حضرت عمرؓ کے پاس آئے، ابو عبیدہ بن جراحؓ نے کہا کہ کیا اللہ کی تقدیر سے فرار ہو رہے ہو؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ اے عبیدہ! کاش تمہارے علاوہ کوئی دوسرا شخص کہتا، ہاں نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ

قَدَرِ اللّٰهِ إِلَى قَدَرِ اللّٰهِ ہم تقدیرِ الٰہی سے تقدیرِ الٰہی کی طرف بھاگ رہے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ سے پوچھا کہ بتاؤ تو کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم کسی وادی میں اترو، جس میں دو میدان ہوں، جن میں سے ایک تو سرسبز و شاداب ہو اور دوسرا خشک ہو، کیا یہ واقعہ نہیں کہ اگر تم سرسبز میدان میں چراتے ہو تو بھی تقدیرِ الٰہی سے؟ اور اگر خشک میدان میں چراؤ گے تو بھی تقدیرِ الٰہی کی وجہ سے۔

اتنی گفتگو کے بعد حضرت عبدالرحمان بن عوف کہیں سے آگئے جو کسی ضرورت کی وجہ سے اس وقت موجود نہ تھے، انہوں نے کہا کہ اس کے متعلق میرے پاس علم ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ

جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو (کہ وہاں وباء پھیل گئی ہے) تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی جگہ وباء پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے فرار نہ ہو جاؤ۔

حضرت عمر نے جب حضرت عبدالرحمان بن عوف کی یہ فیصلہ کن بات سنی تو پھر اللہ کی تعریف کی اور شکر ادا کرتے ہوئے واپسی کی راہ لی۔ بخاری)

حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو اس پر بطور حجت فرمایا جبکہ انہوں نے آپ سے کہا کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے فرار ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اے ابو عبیدہ! کاش! تیرے سوا کوئی اور یہ کہتا، ہاں ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی طرف ہی بھاگ رہے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے اور اس کے خلاف جو مقدر فرما دیا ہے اس سے بچنے کے لئے انسان کے پاس کوئی پناہ گاہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ

نے ہمیں ڈرانے والی اور ہلاک کرنے والی اشیاء سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور وسعت و طاقت کے مطابق مکروہات سے بچنے کا ارشاد فرمایا ہے، پھر آپ نے ان میں فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تیرا اونٹ ہو اور تو وادی میں اترے جس کے دو کنارے ہوں ان میں سے ایک سرسبز و شاداب ہو اور دوسرا قحط زدہ ہو، کیا یہ نہیں ہے کہ اگر تو نے سرسبز و شاداب حصہ میں چرایا تو وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ساتھ ہے اور اگر تو نے قحط زدہ حصہ میں چرایا تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ساتھ ہے پھر حضرت عمرؓ اپنی اس جگہ سے مدینہ منورہ کی طرف لوٹ گئے۔(بخاری)

علامہ طبری نے کہا ہے:

وَلَا نَعلَمُ خِلَافًا أَنَّ الْكُفَّارَ أَوْ قُطَّاعَ الطَّرِيقِ إِذَا قَصَدُوا بَلْدَةً ضَعِيفَةً لَا طَاقَةَ لِأَهْلِهَا بِالْقَاصِدِينَ فَلَهُمْ أَنْ يَتَنَحَّوْا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ، وَإِنْ كَانَتِ الْآجَالُ الْمُقَدَّرَةُ لَا تَزِيدُ وَلَا تَنْقُصُ«قرطبی»

ہم کوئی اختلاف نہیں جانتے کہ کفار یا ڈاکو جب ایک کمزور شہر کا قصد کریں اور اس کے باسیوں میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہ ہو تو ان کے لئے جائز ہے کہ وہ ان کے سامنے سے دور ہٹ جائیں، اگرچہ موت کی مقررہ مدت میں کوئی زیادتی اور کمی نہیں ہو سکتی۔(تفسیر طبری بحوالہ تفسیر قرطبیؒ)

چین، ایران، اٹلی، اور دنیا بھر کے کئی ممالک میں پھیلنے والے عبرت ناک اور خوفناک کرونا وائرس کی روک تھام کے لیے بہت ہی غیر معمولی احتیاطی تدابیر اختیار کی جارہی ہیں، یہاں تک کہ بین الاقوامی سطح پر لوگوں کی آمدورفت روکنے کے لیے ہوائی جہازوں کی اڑانیں بھی دو ہفتے کے لیے روک دی گئی ہیں، ریلوے ٹرینیں بند کرنے کا اعلان کیا گیا ہے، لوگوں کو ایک دوسرے سے دور رہنے کے لیے مارکیٹیں، بازار اور شاپنگ سنٹر بند کرنے کے سرکاری اعلانات ہو چکے

طعن اور طاعون: حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی: طعن کو تو ہم جانتے ہیں یہ طاعون کیا ہے ؟تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پھوڑا (گلٹی) ہے اونٹ کے پھوڑے (طاعون) کی طرح جو کہ پیٹ سے نیچے والی جگہوں اور بغلوں کے نیچے نکلتا ہے (مسند احمد)

علماء نے کہا ہے: اس وباء کو اللہ تعالیٰ بطور عذاب اور سزا کے اپنے بندوں میں سے گنہگاروں اور کافروں میں سے جن پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے اور کبھی اسے صالحین کے لئے شہادت اور رحمت بنا کر بھیج دیتا ہے جیسا کہ حضرت معاذؓ نے طاعون عمواس میں کہا: بیشک یہ تمہارے لئے شہادت اور رحمت ہے اور تمہارے نبی کریم ﷺ کی دعا ہے: اے اللہ ! معاذ اور اس کے گھر والوں کو اپنی رحمت سے ان کا حصہ عطا فرما، اور ان کی ہتھیلی میں نیزہ مارا گیا۔

حضرت ابو قلابہؒ نے کہا ہے: تحقیق میں نے شہادت اور رحمت کو تو پہچان لیا اور میں اسے نہ پہچان سکا کہ یہ تمہارے نبی کی دعا ہے ؟ چنانچہ میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا: حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ آپ کی امت کی فنا طعن اور طاعون

سے ہو، جس وقت آپ نے یہ دعا مانگی کہ آپ کی امت کا آپس میں لڑائی جھگڑا نہ ہو تو اس سے آپ کو روک دیا گیا پھر آپ ﷺ نے وہ دعا مانگی۔

طاعون سے بھاگنے والا: حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

الْفَارُّ مِنَ الطَّاعُونِ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ وَالصَّابِرُ فِيهِ كَالصَّابِرِ فِي الزَّحْفِ

طاعون سے بھاگنے والا میدان جہاد کے لشکر سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور اس میں صبر کرنے والا میدان جہاد میں صبر کرنے والے کی طرح ہے (مشکوۃ)

طاعون اہل ایمان کے لیے رحمت: عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے پوچھا تو حضرت نبی کریم ﷺ نے انہیں بتایا، کہ

أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ، وَأَنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ، لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ، فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ، إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ (بخاری)

یہ ایک عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ جن پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے مومنین کے لئے رحمت بنایا ہے، پس کوئی بندہ نہیں ہے جو طاعون میں مبتلا ہو جاتا ہے اور صبر کرتے ہوئے اسی شہر میں ٹھہرا رہتا ہے اور وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ اسے ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھ دی ہے مگر اس کے لئے شہید کے اجر کی مثل اجر ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس پر صبر کرنے والا کہ اس کے اجر کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے اور یہ جاننے والا کہ اسے ہرگز کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے لکھ دی ہے، اسی لئے حضرت معاذ بن جبل نے تمنا کی کہ اس میں فوت ہو جائیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جو مر گیا وہ شہید ہے اور جو کوئی طاعون سے خوفزدہ ہو گیا اور اسے مکروہ جانا اور اس سے بھاگ گیا تو وہ اس حدیث کے معنی میں داخل نہیں ہے۔

وبائی امراض،وائرس،طاعون اور دیگر بیماریاں کیوں پھیلتی ہیں؟ان کے بارے میں ڈاکٹر،اطباءاور ماہرین طب اپنی اپنی توجیہات بیان کرتے ہیں،جنہیں ذرائع ابلاغ ومواصلات اور میڈیا کے ذریعے اس قدر عام کیا جاتااور پھیلایا جاتاہے کہ ان بیماریوں کے پھیلاؤاور پیدا ہونے کی اصل وجوہات لوگوں کے ذہنوں اور دماغوں میں دور دور تک نہیں ہوتیں،ہم یہاں ذیل میں قرآن وسنت کی روشنی میں یہ عرض کرتے ہیں کہ ان وباؤں،بلاؤں،آزمائشوں اور وائرسوں کے پھیلنے اور عام ہونے کی اصل وجوہات کیاہوتی ہیں۔

قرآن وسنت کی روشن تعلیمات سے پتا چلتاہے کہ طاعون،وباؤں اور وائرسوں کے پیدا ہونے کی وجہ گناہ،بے حیائی کے کام اور ابن آدم کے کرتوت ہوتے ہیں،اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوناچاہیے کیونکہ ربانی تعلیمات میں ایساہی بتایا گیاہے۔

انسانی ہاتھوں کے کرتوت: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ﴿۳۰﴾ [الشوری]

اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے، اور بہت سے کاموں سے تو وہ درگزر ہی کرتا ہے۔

بے حیائی پھیلانا: سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۹﴾ النور

یاد رکھو کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

علی الاعلان بے حیائی: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا

لَم تَظْهَرِ الفَاحِشَةُ فِي قَومٍ حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ والأَوْجَاعُ التِي لَم يَكُنْ مَضت فِي أَسلافِهِم (ابن ماجه، شعب الايمان للبيهقى)

کسی قوم میں جب علی الاعلان بے حیائی ہوتی ہے تو ان لوگوں میں طاعون پھیلتا ہے، وہ تکالیف عام ہوتی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں میں نہیں ہوئیں۔

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَا ظَهَرَتِ الفَاحِشَةُ فِي قَومٍ إلا سَلَّطَ اللهُ عَلَيهِم الموتَ (ابویعلی، حاکم)

جب کسی قوم میں بے حیائی ظاہر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر موت کو مسلط کر دیتے ہیں

ابن ماجہ کی روایت میں ہے، نبی کریم ﷺ نے حضرات مہاجرین کو مخاطب کرتے ہوئے واضح طور پر پانچ چیزوں کے بارے میں آگاہ کیا کہ

① جب کسی قوم میں بے حیائی، فحاشی پھیل جائے گی تو ان میں وباء پھیلے گی۔

② ناپ تول میں کمی کی جائے گی تو قحط پڑے گا، گزر اوقات تنگ ہو جائے گی اور بادشاہ کا ظلم ہو گا۔

③ زکوٰۃ نہیں دی جائے گی تو آسمان سے بارشیں رک جائیں گی، بارش ہو گی تو جانوروں کی وجہ سے۔

④ جب اللہ اور رسول اللہ کے ساتھ کیے گئے عہد و پیمان توڑے جائیں گے تو غیروں میں سے دشمن ان پر مسلط کیے جائیں گے، پھر ان کے پاس جو کچھ ہو گا وہ ان سے چھین لیں گے۔

⑤ جب ان کے ائمہ کتاب اللہ سے فیصلے نہیں کریں گے اور جو کچھ اللہ نے اتارا اسے اختیار نہیں کریں گے تو اللہ ان کے درمیان لڑائیاں ڈال دے گا۔ (باب العقوبات)

ایک روایت میں ہے کہ جب جھوٹ عام ہو جائے گا تو قتل و قتال ہو گا۔

ناپ تول میں کمی، کثرت زنا: حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

إذا بُخِس المِكيَالُ حُبِسَ القَطرُ،وَإِذَا كَثُرَ الزِّنَا كَثُرَ القَتْلُ وَوَقَعَ الطَّاعُون

جب ناپ تول میں کمی کی جاتی ہے تو بارشیں روک دی جاتی ہیں، جب زنا عام ہو جاتا ہے قتل و قتال بڑھ جاتا ہے اور طاعون کی وباء پھیل جاتی ہے۔ (مستدرک حاکم)

خوفناک جرائم: حضرت کعب نے ابن عباس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

إِذَا رَأَيْتَ السُّيوفَ قَدْ عَرِيَتْ، وَالدِّمَاءَ قَدْ أُهرِيقَتْ، فَاعْلَمْ أَنَّ حُكْمَ اللهِ قَدْ ضُيِّعَ، وَانْتَقَمَ اللهُ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ، وَإِذَا رَأَيْتَ الْوَبَاءَ قَدْ فَشَا فَاعْلَمْ أَنَّ الزِّنَا قَدْ فَشَا، وَإِذَا رَأَيْتَ الْمَطَرَ قَدْ حُبِسَ فَاعْلَمْ أَنَّ الزَّكَاةَ قَدْ حُبِسَتْ،

وَمَنَعَ النَّاسُ مَا عِنْدَهُمْ، وَمَنَعَ اللّٰہُ مَا عِنْدَهُ((حلیۃ الاولیاء))

جب تم تلواریں بے نیام دیکھو، اور خون آشامی دیکھو، تو جان لو کہ اللہ کا حکم ضائع کیا جارہاہے، اللہ ان میں سے ایک دوسرے کا انتقام لے گا، جب تم وباء پھیلتے دیکھو تو جان لو کہ زناعام ہوچکاہے، جب تم بارش کی بندش دیکھو تو سمجھ جاؤ کہ زکوۃ دینا بند کردیا گیاہے لوگوں کے پاس جو کچھ تھا وہ انہوں نے روک دیا اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس نے روک لیا۔

اگر ہم تھوڑا سا بھی سوچیں، خیال کریں اور مراقبہ کریں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ اس وقت دنیا بھر میں اللہ کی بہت زیادہ نافرمانی ہورہی ہے، سودی کاروبار عام ہیں، کئی جگہوں پر سود گھر گھر میں عام ہے، شاید یہی وجہ تھی کہ کرونا وائرس کے پھیلاؤ کے بعد امریکہ میں جو سب سے بڑا حکم جاری کیا گیا وہ یہ تھا کہ شرح سود صفر کردی جائے، تاکہ لوگوں کے حالات بہتر ہوں۔

پھر بے حیائی، برائی، بدکاری تو اس قدر عام ہے کہ الامان والحفیظ، سوشل میڈیا، انٹرنیٹ اور دوسرے ذرائع سے ان چیزوں کو وہاں وہاں تک پہنچایا جارہاہے جہاں کچھ سال پہلے انسان تصور بھی نہیں کرسکتا تھا، فحاشی اور عریانی کی خاطر مال ودولت پانی کی طرح بہائے جاتے ہیں۔

زناکاری عام ہوتی جارہی ہے، قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بتلائی گئی تھی کہ سرعام بدکاری کی جائے گی، اس وقت لوگوں میں سب سے نیک آدمی ان بدکاری کرنے والوں سے اتنا کہہ سکے گا کہ وہ بدکاری کسی اوٹ میں کریں، یعنی منع نہیں کرے گا بلکہ انہیں کسی چیز کی اوٹ میں بدکاری کرنے کا کہے گا، اب تو چلتی گاڑیوں میں بدکاری کی خبریں میڈیا پر نشر ہوچکی ہیں، انڈیا میں سزا بھی دی جاچکی ہے۔

وَباء کی خاص دُعَا

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں بے شمار دعائیں موجود ہیں، قرآن کریم میں حضرات انبیاء کرام اور احادیث مبارکہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کی صبح وشام کی دعائیں اور مختلف مواقع پر مانگی جانے والی دعائیں موجود ہیں، علامہ جلال الدین سیوطی کی طرف منسوب ایک کتاب "کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ" میں طاعون اور وباء کے موقع پر مانگی جانے والی بہترین دعائیں موجود ہیں، جو بہت ہی بہترین الفاظ اور حسن سوال کے بہترین ذخیرہ پر مشتمل ہیں، انہیں لکھ کر اپنے پاس رکھنا چاہیے۔

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اَشۡرَقَ نُوۡرُاللهِ ظَهَرَكَلَامُ اللهِ نَفَذَحُكۡمُ اللهِ اِسۡتَعَنۡتُ بِاللهِ وَتَوَكَّلۡتُ عَلَى اللهِ وَبِلَطِيۡفِ صُنۡعِ اللهِ وَبِجَمِيۡلِ سِتۡرِاللهِ اِلۡتَجَأۡتُ عَلَى اللهِ فَوَّضۡتُ اَمۡرِىۡ اِلَى اللهِ مَاشَآءَ اللهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ تَحَصَّنۡتُ بِخَفِىِّ لُطۡفِ اللهِ وَبِلَطِيۡفِ صُنۡعِ اللهِ وَبِجَمِيۡلِ سِتۡرِاللهِ وَبِعَظۡمِ ذِكۡرِ اللهِ وَبِعِزَّةِ سُلۡطَانِ اللهِ وَدَخَلۡتُ فِىۡ كَنَفِ اللهِ وَاسۡتَجَرۡتُ بِرَسُوۡلِ اللهِ

ترجمہ: اللہ رحمان ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں، چمک اٹھا اللہ کا نور، اللہ کا کلام ہر سو جاری ہو گیا، اللہ کا حکم نافذ ہو چکا، میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں، اللہ پر ہی بھروسا کرتا ہوں اور اللہ کاریگر کی لطافت اور اللہ کے پردہ کی خوبی کی وجہ سے اللہ ہی کی طرف پناہ لیتا ہوں اور اللہ ہی کو اپنے سب کام سونپتا ہوں جو کچھ اللہ نے چاہا، نہیں طاقت

عبادت کی مگر اللہ کی مدد سے میں نے اللہ کی چھپی ہوئی مہربانیاں اور اللہ کی کاریگری کی خوبی اور اس کی پردہ پوشی کی بزرگی اور اس کے ذکر کی عظمت اور اس کے غلبہ کی عزت کو اپنا قلعہ بنایا ہے اور میں اللہ کی مدد کے تحت میں داخل ہوا ہوں اور میں نے اللہ کی طرف رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے پناہ لی ہے۔

اَللّٰھُمَّ بِسِتْرِكَ الْحَصِيْنِ الَّذِى سَتَرْتَ بِهٖ ذَاتَكَ وَلَا عَيْنٌ تَرَاكَ وَلَا تَصِلُ اِلَيْكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِمَّا نَخَافُ وَنَحْذَرُ اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اے اللہ! میرے عیبوں پر پردہ ڈال ایسا مضبوط جس کے ساتھ تو نے اپنی ذات کو پوشیدہ کر رکھا ہے چنانچہ کوئی آنکھ نہ تجھ تک پہنچ سکتی ہے اور نہ تجھے دیکھ سکتی ہے، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے، اے اللہ! اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ عالی شان ہے جن چیزوں سے ہم ڈرتے اور خوف کرتے ہیں اللہ سب شان والوں سے بڑھ کر ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کی جتنی ثناء وصفت ہم بیان کر سکتے ہیں اس سے بھی بڑا ہے، اللہ کل کائنات سے بڑا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ وَعَظْمِ الْبَلَاءِ فِى الْمَالِ وَالنَّفْسِ وَالْاَهْلِ وَالْاَوْلَادِ

اے اللہ! تیری پناہ چاہتا ہوں طعن اور طاعون سے اور سخت مصیبت سے جو کہ مال یا نفس یا اھل واولاد میں واقع ہو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا صَاحِبِ الْحَوْضِ وَالْكَوْثَرِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اے اللہ! رحمت بھیج ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل پر، آپ ﷺ کے اصحاب پر، نیز سلام بھیج صاحب حوض وصاحب کوثر پر، اللہ سب

سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔

اَللّٰھُمَّ کَمَا شَفَّعْتَ فِیْنَا نَبِیَّكَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا وَعَمِّرْ مَنَازِلَنَا وَکُنْ فِیْ عِزَّتِنَا وَلَا تُھْلِکْنَا بِذُنُوْبِنَا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اے اللہ! جس طرح تونے ہمارے حق میں اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول کررکھی ہے ہمیں ڈھیل دے اور ہمارے گھروں کو آباد رکھ اور ہماری عزت بڑھادے اور گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہ کرنا اپنی رحمت کی وجہ سے اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔

دوسو بار پڑھے: علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص طاعون ووباء کے دنوں میں ۲۰۰ بار سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ پڑھے تو وہ طاعون ووباء سے محفوظ رہے گا اور جو اسے پانچ مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو وہ تمام حوادث وآفات سے محفوظ رہے گا۔

کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بڑی وباء پھوٹی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی کیفیت دریافت فرمائی، اس شخص نے کہا کہ پہلے ہی روز اس قوم کا چھٹا حصہ مرگیا تھا، یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور عرض کیا الٰہی! کیا یہ واقعہ میری امت میں بھی ہوگا؟ اس پر حضرت جبریل علیہ السلام آسمان سے اترے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنی امت کو یہ دعا سکھادیں اس دعا کو گائے یا بیل وغیرہ حلال جانور پر ایک بار پڑھیں اور اس کے بعد سات دفعہ سورۃ الاخلاص پڑھ کر دم کریں اور اس جانور کو ذبح کرکے لوگوں میں تقسیم کریں جو کوئی ایک لقمہ بھی اس سے کھالے گا وہ وباء وطاعون سے محفوظ رہے گا، وہ مبارک دعا یہ ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ بِاَسْمَائِكَ یَامُؤْمِنُ یَامُھَیْمِنُ یَاقَرِیْبُ خَلِّصْنَا مِنَ الْوَبَاءِ وَالطَّاعُوْنِ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانَ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانَ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانَ یَاذَاالنِّعْمَةِ السَّابِقَةِ یَاذَالْکَرَامَةِ الظَّاھِرَةِ یَاذَالْحُجَّةِ الْبَالِغَةِ خَلِّصْنَا مِنَ الْوَبَآءِ وَالطَّاعُوْنِ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانَ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانَ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانَ یَاقَائِمُ لَایَزُوْلُ یَاعَالِمُ لَایُعْنٰی یَابَاقِی لَایَفْنٰی خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَاءِ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانَ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانَ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانَ یَاحَیُّ لَایَمُوْتُ یَاصَمَدُ لَایَطْعَمُ یَاغَنِیُّ لَایَفْتَقِرُ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَاءِ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانُ (۳بار) یَااَللّٰهُ یَارَحِیْمُ یَاقَدِیْمُ مِنْ کُلِّ قَدِیْمٍ یَاعَظِیْمُ یَاکَرِیْمُ مِنْ کُلِّ کَرِیْمٍ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَاءِ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانُ (۳بار) یَامَنْ ھُوَفِی سُلْطَانِهٖ عَظِیْمٌ یَامَنْ ھُوَ فِی مُلْکِهٖ قَدِیْمٌ یَامَنْ ھُوَفِی عِلْمِهٖ مُحِیْطٌ یَامَنْ ھُوَ عِزِّهٖ لَطِیْفٌ یَامَنْ ھُوَ لُطْفُهٗ شَرِیْفٌ یَامَنْ ھُوَ فِی مُلْکِهٖ غَنِیٌّ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَاءِ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانُ (۳بار) یَامَنْ اِلَیْهِ یَھْرَبُ الْعَاصُوْنَ یَامَنْ عَلَیْهِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ یَامَنْ اِلَیْهِ یَرْغَبُ الرَّاغِبُوْنَ یَامَنْ اِلَیْهِ یَلْتَجِی الْمُلْتَجِئُوْنَ یَامَنْ اِلَیْهِ یَفْزَعُ الْمُذْنِبُوْنَ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَاءِ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانُ(۳بار) اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ بِبَقَائِكَ یَاعَالِمُ یَاقَائِمُ یَاغَفُوْرُیَابَدِیْعُ الْبَقَاءِ یَاوَاسِعَ اللُّطْفِ یَاحَافِظُ یَاحَفِیْظُ یَامُغِیْثُ یَاصَمَدُ یَاخَالِقُ یَانُوْرُ قَبْلَ کُلِّ نُوْرٍ یَانُوْرُ کُلِّ نُوْرٍ یَااَللّٰهُ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَاءِ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانُ (۳بار)

یَامَنْ ھُوَ فِی قَوْلِهٖ فَصْلٌ یَامَنْ ھُوَ فِی مُلْکِهٖ قَدِیْمٌ یَامَنْ ھُوَفِی حِلْمِهٖ لَطِیْفٌ یَامَنْ ھُوَ فِی عَطَائِهٖ شَرِیْفٌ یَامَنْ ھُوَ فِی اَمْرِهٖ حَکِیْمٌ یَامَنْ ھُوَفِی عَذَابِهٖ عَدْلٌ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَاءِ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانُ (۳بار)

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰی یَااَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ یَاآخِرَالْآخِرِیْنَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ خَلِّصْنَا مِنَ الْوَبَاءِ وَالطَّاعُوْنِ یَااَللّٰهُ اَلْاَمَانُ (۳بار) اَسْئَلُكَ اَنْ تُجِیْرَنَا مِنْ عَذَابِكَ وَاغْفِرْلَنَا وَلِاٰ بَآئِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَلِاَوْلَادِنَاوَذُرِّیَّاتِنَا وَلِجَمِیْعِ

الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اَلْاَحياءِ مِنْهُم وَالْاَمْوَاتِ نَجِّنَا مِنْ جَمِيْعِ الْكُرُبَاتِ وَاَعصِمْنَا مِنْ جَمِيْعِ الْآفَاتِ وَخَلِّصْنَا مِنَ الْبَلِيَّاتِ وَادْفَعْ عَنَّا الْوَبَآءَ وَالطَّاعُونَ نَعُوْذُبِكَ مِنَ الهَمِّ وَهُجُوْمِ الْوَبَاءِ وَمِنْ مَوتِ الْفُجْأَةِ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ دَرَكِ الشِّقَآءِ وَسُوءِ الْقَضَآءِ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ جَمِيْعِ قَضَايَاكَ وَبَلَايَاكَ يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ يَارَحِيْمُ يَارَحِيْمُ بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسلِيْمًا

وبائی امراض میں مزید کرنے کے کام

① اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف ومشغول رہنا چاہیے۔ ② دعاؤں کا اہتمام کیا جائے، غیر معمولی آہ وزاری، آہ وبکاء، خشیت وللہیت اور دل کی گہرائیوں سے دعا کی جائے۔

③ صدقہ وخیرات کیا جائے، یہ چیز بلاؤں، آزمائشوں اور پریشانیوں کو دور کرتی ہے

④ تلاوت قرآن کریم باقاعدگی کے ساتھ، پابندی کے ساتھ کی جانی ضروری ہے۔

⑤ درود شریف کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے۔

قرآن کریم اور احادیث شریف میں بہت سی دعائیں موجود ہیں، جنہیں پڑھا اور سمجھا جائے، دعا پڑھنا نہیں ہوتی دعا مانگنا ہوتی ہے، عربی کی بجائے اردو زبان میں بھی اپنی طلب اور تقاضا اللہ کی بارگاہ میں عجز ونیاز سے رکھا جانا چاہیے، لگاتار دعائیں مانگتے رہیں، دن رات میں کوئی ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے جس میں دعا قبول کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے، ہر مصیبت، دکھ، تکلیف اور پریشانی سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین یارب العالمین

خادم اسلام، محمود الرشید حدوٹی (جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور

۲۳ مارچ ۲۰۲۰ء بروز پیر بوقت سوا۲ بجے سہ پہر

اللہ کی طاقت

چندماہ پہلے امریکہ نے سرزمینِ عراق میں ایک ایرانی جرنیل کونشانہ بناکر موت کے گھاٹ اتاردیا تھا،اس دوران ایران نے بھی اپنے طورپر جوابی کارروائی کرنے کی اپنی سی کوشش کی تھی،ایسے میں جانبین سے جب ایک دوسرے کودھمکایااورلوگوں کوبے وقوف بنایااور مخلوق خداکوستایاجارہاتھااسی دوران عصرِحاضرکافرعون امریکی صدرڈونلڈٹرمپ فرعونی لہجے میں کہہ رہاتھاکہ وی آرسپریم،ہم سپریم ہیں،ہمارے پاس پاورہے،ہماری طاقت ہے،ہماری قوت ہے،ہم جواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

جب امریکی صدر یہ الفاظ زبان سے کہہ رہا تھا تودنیا بھر کے ذرائع ابلاغ ان الفاظ کودنیا بھر میں پہنچارہے تھے،مگران عاقبت نااندیش حکمرانوں کوپتاہی نہیں کہ اگلے لمحے کیاہونے والا ہے،وہ اپنی رعونت بھری اداؤں میں ایسے الفاظ زبان سے نکالتے ہیں جس کاانہیں کسی طور بھی حق نہیں ہے۔

فرعون،نمرود،شدّاداسی دھرتی پرتاج حکمرانی سجائے اناولاغیری کے نعرے لگاتے تھے،اسی دھرتی پرفرعون نے انار بکم الاعلیٰ کانعرہ لگایاتھا،مگرجب نیل وقلزم کی اچھلتی کودتی لہروں نے اسے ہچکولے دیے تواس سمے وہ پکاراٹھاتھاکہ میں موسیٰ اور ہارون کےپروردگارکے سامنے سرتسلیم خم کرتاہوں۔

آج دنیا بھر کے حکمران اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں، جب چین کے ایک شہر ووہان سے اٹھنے والے کرونا وائرس نے چین میں انسانی جانوں کو زمین میں اتارا، پھر ایران میں انسانوں کو نگلا، پھر اٹلی میں جب کرونا وائرس کے وار شروع ہوئے تو وہاں تابوت کم پڑ گئے، مارکیٹوں سے کفن ختم ہو گئے، قبرستانوں میں مدفن نہ رہے، شمار اور گنتی کرنے والے بے بس ہو گئے، اٹلی کا وزیر اعظم برملا کہتے سنا گیا کہ یہ کام اب زمین والوں سے تھمنے کا نہیں آسمان والا ہی کچھ کر سکتا ہے۔

امریکی صدر ٹرمپ نے لوگوں سے دعائیہ کلمات کا اہتمام کرنے کی اپیل کر دی، ایک ملک کے وزیر اعظم نے اپنی فیملی سمیت اپنے کو نظر بند کر لیا، سعودی عرب میں خانہ کعبہ عمرہ کرنے والوں کے لیے بند کر دیا گیا، مسجد نبوی شریف جمعہ کے لیے بند کر دی گئی، عرب ممالک نے نمازوں کے لیے مساجد بند کر دیں، اجتماعات پر پابندی لگا دی گئی، ایران میں ہر قسم کے اجتماعات بند کر دیے گئے۔

پاکستان، ایران، بھارت، امریکہ، اٹلی غرضیکہ دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک میں لاک ڈاؤن کر دیا گیا ہے، مارکیٹیں بند کر دی گئی ہیں، بازار اور گلیاں سنسان ہو گئے ہیں، میل ملاقاتوں کے سلسلے موقوف ہو چکے ہیں، افراتفری کا سماں ہے، ہر شخص سہما سہما، ڈرا ڈرا اور خوف زدہ کھائی دے رہا ہے، ایک انجانا خوف ہے جو سب کے چہروں پہ دکھائی دیتا ہے۔

دسمبر ۲۰۱۹ء میں یہ وباء چین میں پھوٹی تھی اب نئے سال کا تیسرا مہینہ بھی قریب الاختتام ہے یہ وباء پھیلتی ہی چلی جا رہی ہے، کسی ایک جگہ پر تھمتی ہے تو دوسرے ملک اور علاقے میں وباء کے پھوٹنے کی اطلاعات آجاتی ہیں، ایک لمحے اس

بیماری میں مبتلا ہونے والوں کی تعداد کچھ بیان کی جاتی ہے تو دوسرے لمحے تعداد کئی گنا زیادہ ہو جاتی ہے، کل تک پاکستان میں اس بیماری کے متاثرین کی تعداد ایک ہزار سے کم تھی آج ان کی تعداد ایک ہزار کو چھو چکی ہے، اب اگلے لمحے یہ تعداد مزید بڑھے گی۔

بڑے بڑے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک جن کو اپنی مشینری پر، اپنی ٹیکنالوجی پر، اپنی سائنس پر، اپنی طب پر، اپنی حکمت پر، اپنی پھرتی پر، اپنی چابک دستی پر، اپنی برق رفتاری پر بڑا ناز اور فخر تھا وہ بھی اس خدائی لاٹھی کے سامنے بے بس، درماندہ اور پریشانی دکھائی دے رہا ہے، وباء کے خاتمے کے لیے کسی کے پاس حکمت عملی نہیں ہے، کوئی سٹریٹیجک نہیں ہے، کوئی منصوبہ اور پلان نہیں ہے، حتی کہ اس وائرس اور وباء کو ختم کرنے کی دوائی تک دستیاب نہیں ہے، ڈاکٹر تک نہیں ہیں، ہسپتالوں میں انتظامات کا فقدان ہے، ہر طرف بے بسی دکھائی دے رہی ہے۔

کروناوائرس اس وقت عالمی وباء بن چکا ہے، اس وقت جب میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں دنیا کے دوسو کے قریب ممالک اس کی لپیٹ میں آچکے ہیں، ایشیائی ممالک، افریقی ممالک، یورپی ممالک سبھی اس کی زد میں آئے ہوئے ہیں، اس کے مقابلے کے کافرانہ نعرے لگائے جارہے ہیں کہ ہم اس کا مقابلہ کریں گے، ہم اسے شکست دیں گے، ہم اسے جڑ سے اکھاڑیں گے مگر اس وباء کو بھیجنے والے رب کی طرف رجوع اور توجہ کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی جارہی اور نہ ہی دوسروں کو ترغیب دی جارہی ہے کہ وہ اپنے خالق، مالک، رازق، پالنہار، پروردگار، عرشوں فرشوں کے مالک کی طرف رجوع کرو۔

قرآن وسنت کی روشن اور نورانی تعلیمات پر نگاہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ جن جن اقوامِ عالم پر اللہ نے گرفت کی اور عذاب بھیجا اس کی وجہ ان کے جرائم تھے، ان

کے کرتوت تھے،ان کی نافرمانیاں تھیں،فرستادگانِ ربانی کو بھیج کر انہیں سمجھایا گیا مگر اس کے باوجود وہ لوگ اپنی ڈگر سے نہ ہٹے،اپنے طور طریقوں کو انہوں نے نہیں چھوڑا،جس پر اللہ نے ان پر اپنا عذاب نازل فرمایا۔

نوح علیہ السلام کی قوم غرقاب کردی گئی،لوط علیہ السلام کی بستی آسمان پر لیجائی گئی پھر اسے زمین پر دے مارا گیا،پھر ان پر نشان زدہ پتھروں کی بارش کردی گئی،ایک قوم پر چنگھاڑ نے تباہی مچائی،ایک قوم پر ہوا تیز و تند نے بربادی پھیلائی،کسی پر طاعون کی وباء بھیجی گئی،غرضیکہ قرآن کریم نے سب کا حشر عبرت ناک بیان کیا ہے۔

بنی اسرائیل کی ایک نافرمانی اور جرم پر تلواریں نیاموں سے نکل آئی تھیں،انسانی ہاتھوں سے انسانی سر قلم کردیے گئے تھے،پھر سونامی آئے،سیلاب آئے،جنگلوں میں پھیلنے والی آگ نے شہری آبادیوں کو متاثر کیا،آج بھی وقفے وقفے سے اللہ کی طرف سے ہمیں سمجھایا جاتا ہے،اللہ مختلف طریقوں سے اپنی طرف متوجہ کرتے رہتے ہیں

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں اور اپنی خطاؤں کا عذر پیش کرتے ہوئے معافی کے طلب گار ہیں،اللہ ہم سب کو معاف فرمادے،اور اس وباء جان لیو کو ختم فرمادے۔آمین یارب العالمین

خادم اسلام

محمود الرشید حدوٹی عباسی

صدر ادارہ آب حیات ٹرسٹ

۲۵ مارچ ۲۰۲۰ء بروز بدھ،۱۱ بجے علی الصبح

ایڈز کی بیماری

- برٹش براڈکاسٹنگ نے ایڈز کے بارے میں ۲۰۱۸ء میں ایک برطانوی سروے کا ذکر کیا تھا جو ایڈز سے متعلق تھا،ایڈز کو انگریزی میں ایچ پی وی کہا جاتا ہے جو ہیومن پیپیلوماوائرس کا مخفف بتایا جاتا ہے،ایڈز ایک ایسی بیماری دریافت ہوئی ہے جو اسی فیصد لوگوں کو متاثر کر سکتی ہے،یہ ایسی بیماری ہے جو غلط جنسی تعلقات کی وجہ سے ایک دوسرے میں پھیلتی ہے،مگر جب یہ پھیل جاتی ہے تو شرمندگی اور خجالت سے بچنے کے لیے کسی ڈاکٹر،طبیب اور حکیم کو بتائی نہیں جاتی،جس سے لازمی طور پر نقصان ہوتا ہے اور اموات کا ذریعہ بنتی ہے۔

بی بی سی نے ۱۳ستمبر ۲۰۱۸ء کو ایک رپورٹ نشر کی تھی جو آج بھی اس کی ویب سائٹ پر موجود ہے،اس میں بی بی سی کے نامہ نگار لکھتے ہیں

برطانوی حکومت ایچ پی وی (ہیومن پیپیلوما وائرس) کی ٹیسٹنگ کو سروائیکل کینسر کی سکریننگ کے حصے کے طور پر استعمال کرنے کا منصوبہ شروع کر رہی ہے۔

سروے میں حصہ لینے والی نصف کے قریب خواتین کا خیال تھا کہ اگر وہ ایچ پی وی سے متاثرہ ہیں تو ان کے ساتھی نے ضرور بے وفائی کی ہو گی۔ لیکن یہ وائرس برسوں تک خوابیدہ حالت میں رہ سکتا ہے۔

کارکنوں کو خدشہ ہے کہ بہت سی عورتیں اس بیماری سے وابستہ کلینک کے باعث سکریننگ میں حصہ نہیں لیتیں۔

جوز سروائیکل کینسر ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام ہونے والے اس سروے میں دو ہزار عورتوں نے حصہ لیا۔

اس سے ظاہر ہوا کہ وائرس سے متاثرہ نصف کے قریب عورتیں شرمندگی محسوس کرتی ہیں اور انہوں نے جنسی تعلقات ترک کر دیے ہیں۔

۳۵ فیصد خواتین کو سرے سے معلوم ہی نہیں تھا کہ ایچ پی وی ہوتا کیا ہے اور ۶۰ فیصد نے کہا کہ اس کا مطلب ہے انہیں کینسر ہو گیا ہے۔

سروے میں حصہ لینے والی ۳۱ سالہ لارا فلیرٹی نے کہا: 'جب مجھے معلوم ہوا کہ میں ایچ پی وی سے متاثرہ ہوں تو مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ جب میں نے گوگل کیا تو پتہ چلا کہ یہ جنسی تعلق سے منتقل ہونے والا مرض ہے، اس لیے قدرتی طور پر مجھے گمان گزرا کہ میرا ساتھی مجھ سے بے وفائی کر رہا ہے۔

مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ یہ غلیظ محسوس ہو رہا تھا۔ مجھے احساس نہیں تھا یہ وائرس اتنے عرصے تک خوابیدہ حالت میں رہ سکتا ہے۔ مجھے شدید حیرت ہوئی۔ میرے کسی ساتھی نے اس کے بارے میں نہیں سنا تھا، حالانکہ یہ اکثر خواتین کو لاحق ہو سکتا ہے۔

بی بی سی کے نامہ نگار نے ایڈز کے حوالے سے خواتین میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کی ایک لسٹ بنائی اور اس پر حقیقت پر مبنی تبصرہ بھی کر ڈالا۔

غلط فہمی ۱: یہ وائرس صرف جنسی تعلق سے پھیل سکتا ہے

حقیقت: یہ درست ہے کہ عام طور پر یہ وائرس جنسی تعلق سے پھیلتا ہے، لیکن یہ جلد کے ذریعے بھی منتقل ہو سکتا ہے، خاص طور جنسی اعضاء اور منہ کے آس پاس کی جگہوں سے۔

غلط فہمی ۲: ایچ پی وی کا مطلب بے راہ روی ہے

حقیقت: ۸۰ فیصد لوگ زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر ایچ پی وی سے متاثر

ہوتے ہیں۔ یہ بڑی آسانی سے ایک شخص سے دوسرے میں پھیل سکتا ہے اور پہلے جنسی تعلق سے بھی منتقل ہو سکتا ہے۔

غلط فہمی ۳: ایچ پی وی کا مطلب کینسر ہے۔

حقیقت: ایچ پی وی کی ۲۰۰ کے قریب اقسام ہیں۔ ان میں سے ۱۳ کینسر کا باعث بن سکتی ہیں، لیکن ایسا شاذو نادر ہی ہوتا ہے۔(ماخذ: جوز سروائیکل کینسر ٹرسٹ)

ہمارا نقطہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو مدنظر رکھا جائے، جنسی تعلقات جو اللہ نے جائز اور حلال کیے ہیں انہی پر اکتفا کیا جائے، بے جالذت کے حصول کے لیے غیروں سے تعلقات جسمانیہ نہ جوڑے جائیں تو اللہ آخر دم تک حفاظت فرمائیں گے، دنیا بھر میں اس وقت کہیں اعلانیہ اور کہیں خفیہ ہم جنس پرستی کا سلسلہ جاری ہے، مردوں کے مردوں اور عورتوں کے عورتوں سے جنسی تعلقات اب کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، کئی جگہوں پر تو اس کی قانونی اجازت دی گئی ہے، یہی چیزیں قہر خداوندی برسانے کا سبب بنتی ہیں۔

چکن گنیہ وائرس

یہ چند سال پہلے کی بات ہے،۲۰۱۶ء میں جب پاکستانی شہر کراچی میں شدید بخار اور جوڑوں کے درد کے باعث لوگوں کی ایک بڑی تعداد ہسپتالوں میں جا پہنچی تھی،جو وائرس اس وقت کراچی کے شہریوں میں پھیلا تھا اسے چکن گنی وائرس کہا گیا تھا،اس کے ٹیسٹ کیے گئے تھے،اس وائرس کی علامات کا پتا ۲۰۱۵ء میں لگالیا گیا تھا،اس وقت یہ اطلاعات بھی عام کی گئی تھیں کہ ڈینگی کے علاوہ چکن گنیہ بھی پھیل سکتا ہے۔

عالمی ادارہ صحت کے مطابق چکن گنیہ ایک وائرل بیماری ہے جو متاثرہ مچھر کے ذریعے انسانی جسم میں داخل ہوتی ہے، جس کی وجہ سے بخار اور جوڑوں میں شدید درد ہوتا ہے۔اس کی کچھ علامات ڈینگی سے ملتی جلتی ہیں۔

کراچی کے ہسپتالوں میں چکن گنیہ کے مریضوں کو لایا گیا تھا،اس وقت وہاں ہسپتالوں کی صورتحال عجیب تھی،ڈاکٹر پریشان تھے،انہیں اس بیماری کا کچھ علم نہیں تھا اور نہ اس کے علاج معالجے کے لیے ان کے پاس کوئی سامان موجود تھا،ایک مہینہ کے اندر چار ہزار آٹھ سو بیماروں کو ہسپتالوں میں لایا گیا تھا،ان میں سے پچاس مریضوں میں وہ نشانیاں پائی جاتی تھیں جو ڈینگی کے مریض میں پائی جاتی ہیں۔

چکن گنیہ کے مریضوں کو ۱۰۳اور ۱۰۴ سینٹی گریڈ بخار تھا، جنہیں جوڑوں میں درد تھا، ہسپتال میں ان مریضوں کو صرف پیرا سیٹامول نامی دوائی دی گئی تھی۔

اس وقت کراچی کے ایک بڑے ہسپتال کی ڈاکٹر ریحانہ نے کہا تھا کہ اس وقت کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کونسا وائرس ہے۔اس بارے میں تحقیقات کی جاری ہیں اور آٹھ سے دس روز میں رزلٹ آجائے گا پھر حتمی طور پر کچھ کہا جا سکتا ہے۔

وبائی بیماریاں اور وائرس

تحقیق کرنے والے لوگ بخوبی آگاہ ہیں کہ ہر دور میں وبائی امراض دنیا میں آتے اورانسانوں کو خبردار کرتے رہے ہے،اہل دانش ان تمام وائرسوں اور وبائی بیماریوں کو اپنے پروردگار کی طرف سے تنبیہ خیال کرتے ہیں۔

۲۰۱۸ء میں ذرائع ابلاغ سے یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ وسطی امریکہ میں ایبولا نامی وباء پھیلی تھی،اس کے بعد نیپاہ نامی وبائی جرثومہ نے جنوبی بھارت میں اپنا آپ دکھایا اوروہاں لوگ ہلاک ہوئے،ہلاکتوں کے ساتھ اس وائرس نے بھارتی شہر کیرالہ میں خوف وہراس کی فضا پیدا کی تھی،اُس وقت یہ خیال کیا جارہا تھا کہ یہ دونوں بڑی وبائیں بن سکتی ہیں۔

یہ بیماریاں اس وقت لوگوں کی صحت کے لیے بڑا خطرہ تھیں جو عالمگیر وبا بن کر پھیل سکتی تھیں اور سائنس دانوں کے پاس ان کا مقابلہ کرنے کے لیے نہ تو ادویات تھیں اور نہ ہی کوئی مدافعتی انجکشن موجود تھے۔

نیپاہ اور ایبولا کے ساتھ وبائی امراض کی اس فہرست میں دیگر آٹھ بیماریاں شامل تھیں جو مویشیوں کے ساتھ انسانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتی تھیں۔

اس وقت ان وباؤں کی علامات میں بخار، متلی اور سر درد کے علاوہ دماغ کی سوزش بیان کی گئی تھیں،اس وقت بھی پریشانی کا عالم یہ تھا کہ انسانوں یا جانوروں کو اس وائرس سے بچانے کے لیے کوئی مدافعتی ٹیکہ یا انجکشن موجود نہیں تھا اور ۷۰ فیصد کیسوں میں موت کا خطرہ واضح دکھائی دے رہا تھا۔

باخبر ذرائع کے مطابق یہ وائرس ۱۹۹۸ء میں سب سے پہلے ملائیشیا کے ایک قصبے نیپاہ میں سؤروں میں پایا گیا تھا اور وہیں سے اس کا نام نیپاہ پڑ گیا۔

یہ وائرس جانوروں سے تقریباً تین سو لوگوں میں منتقل ہوا تھا اور اس وبا میں ایک سو سے زائد لوگ ہلاک ہوئے تھے۔

نیپا وائرس چمگادڑوں سے پھیلنے والی بیماری تھی اور آسٹریلیا میں سب سے پہلے پایا جانے والا ہینڈرا وائرس بھی اسی زمرے میں شمار کیا گیا تھا۔

یہ وائرس بھی چمگادڑوں سے پھیلتا ہے اور انسانوں اور گھوڑوں کے لیے خطرناک ہے۔ یہ وائرس ۱۹۹۴ء میں برزبین کے مضافاتی علاقے ہینڈرا میں گھوڑوں کے اصطبل میں پھیلا تھا۔

اس کے بعد ۷۰ سے زیادہ گھوڑے اور ان سے رابطے میں آنے والے سات افراد ہلاک ہوئے تھے۔

باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ کرائمین کونگو ہیمورجک فیور یعنی سی سی ایچ ایف بری طرح سے انسانوں میں پھیل سکتا ہے اور اس میں اموات کا خدشہ ۴۰ فیصد ہے۔

یہ وائرس ۱۹۴۴ء میں کرائمیا میں دریافت ہوا تھا اور بعد میں کانگو میں بھی پایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ یہ خطرہ اور خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ یہ وائرس پورے افریقہ، بلقان، مشرقِ وسطیٰ اور ایشیا کے کچھ دیگر علاقوں میں بھی پایا جا سکتا ہے۔

اس کی علامات اچانک سر درد، تیز بخار، کمر اور جوڑوں میں درد، پیٹ میں درد اور متلی شامل ہے۔

یہ وائرس جانوروں سے انسانوں میں پھیلتا ہے اور متاثرہ مریض کے خون سے دوسرے انسانوں میں پھیل سکتا ہے۔ اس میں بھی انسانوں یا جانوروں کے علاج کے

لیے کوئی دوا یا ٹیکہ موجود نہیں ہے۔

ایبولا وائرس: خیال ہے کہ یہ وائرس بھی پھلوں کا رس چوسنے والی چمگادڑوں سے پھیلتا ہے جو کانگو کے ایبولا دریا کے نزدیک پہلی بار پایا گیا اور یہیں سے اس کا نام پڑ گیا۔ یہ وائرس بھی جانوروں سے انسانوں اور انسانوں سے دوسرے انسانوں میں پھیل سکتا ہے۔ یہ وائرس زخم کے ذریعے، منہ، ناک، خون، متلی سے بھی پھیل سکتا ہے۔

اس میں شرح اموات ۵۰ فیصد ہے ۲۰۱۴ اور ۲۰۱۶ میں مغربی افریقہ میں ایبولا کی وبا پھیلنے سے ۱۱ ہزار افراد ہلاک ہوئے تھے۔

وائرس کے سبب بخار، تھکاوٹ، بدہضمی، گردوں اور جگر میں خرابی اور کچھ معاملات میں ناک، منہ یا کان سے خون جاری ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔

مربرگ وائرس: یہ متاثرہ شخص کے جسم سے نکلنے والے مادے سے پھیل سکتا ہے، اس وائرس کے سبب آٹھ سے نو دن میں موت واقع ہو سکتی ہے یہ وائرس ۱۹۶۷ء میں جرمنی کے قصبے باربرگ سے نکلا تھا۔

سارس: یہ سانس کی بیماری ہے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ یہ بیماری خاص قسم کی بلیوں سے نکلی ہے جو جنوبی چین میں کھائی جاتی ہیں۔ اس وائرس کا تعلق بھی چمگادڑوں سے ہے۔

سارس کی ایک بڑی وبا ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۲ء میں پھیلی تھی۔ یہ وائرس کھانسی اور چھینک سے ہوا کے ذریعے پھیلتا ہے۔

ایم ای آر ایس وائرس: یہ بھی سارس کی قسم کے وائرس سے پھیلتی ہے اور یہ پہلی بار ۲۰۱۲ء میں سعودی عرب میں سامنے آیا تھا۔ اس وائرس سے متاثرہ ۳۵ فیصد افراد کی موت واقع ہوئی تھی۔

سائنس دانوں کا خیال ہے کہ یہ بیماری اونٹوں سے پھیلی تھی لیکن انسانوں میں یہ کیسے پہنچی، ابھی اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

رِفٹ ویلی فیور: یہ مچھروں اور خون پینے والی مکھیوں سے جانوروں میں پھیلتا ہے یہ انسانوں کو بھی متاثر کر سکتا ہے اس میں زکام کی کیفیت ہوتی ہے اور خطرناک صورتِ حال میں جسم کے اہم اعضا ناکارہ ہو سکتے ہیں۔

زیکا وائرس: یہ وائرس پہلے تو ایک متاثرہ مچھر سے انسانوں میں داخل ہوا تھا لیکن اس کے بعد جنسی تعلق کے سبب انسانوں سے انسانوں میں پھیل سکتا ہے، اس وائرس کے سبب متاثرہ نوزائیدہ بچوں کے سر معمول سے چھوٹے ہوتے ہیں۔

عالمی تنظیمِ صحت کا کہنا ہے کہ زیکا وائرس سے بالغوں میں دماغی بیماری کا خطرہ ہوتا ہے جس سے لوگ مفلوج ہو سکتے ہیں، ابھی تک اس وائرس کے خلاف کوئی ٹیکہ موجود نہیں ہے جو یوگنڈا میں زیکا کے جنگل میں پایا گیا تھا۔

لاسا بخار وائرس: یہ متاثرہ چوہوں کے پیشاب اور پاخانے سے پھیلتا ہے اور متاثرہ انسان کے پیشاب، پاخانے یا دیگر جسمانی مادے سے انسانوں میں پھیلتا ہے۔ اس کی علامتیں بخار، سر درد اور کمزوری محسوس ہونا ہے، یہ وائرس ۱۹۶۹ء میں نائجیریا کے علاقے لاسا میں پہلی بار سامنے آیا تھا۔

سوائن فلو: اسی طرح سوائن فلو، ایشیا فلو کے علاوہ متعدد وائرس ایسے ہیں جو جانوروں سے انسانوں میں منتقل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مہلک امراض کی فہرست الگ ہے جو کسی نہ کسی صورت میں دنیا بھر میں انسانوں کے لیے خطرہ ہیں۔

سارس اور کروناوائرس

گزشتہ سال(۲۰۱۹ء) کے اواخر میں ہی اس وبائی بیماری کی اطلاعات ذرائع ابلاغ پرآنا شروع ہوگئی تھیں، چین میں پھنسے پاکستانی طالب علموں کوپاکستان میں لانے کی مشکلات درپیش تھیں،انہیں لانے اورنہ لانے کے بارے میں بھی آراء مختلف تھیں، مگران میں کچھ طلباء راستے بدل بدل کرپاکستان پہنچ گئے تھے،ووہان نامی جگہ جہاں سے کرونا پھیلا وہاں چین نے اپنے طورپراقدامات کیے،کچھ لوگ ہلاک بھی ہوئے،بعدمیں اس وباءپرچین نے کنڑول بھی حاصل کیا،پہلے مسلمانوں کو پریشان کیاجارہاتھا،جب وباء پھیلی توچینیوں نے مسلمانوں کی خدمات حاصل کیں۔

اس جراثیم کے نمونے مریضوں سے حاصل کیے گئے ہیں اوران کالیبارٹری میں جائزہ لیاجارہاہے۔چین میں حکام اورعالمی ادارۂ صحت اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ کرونا وائرس(ایساوائرس جوزکام پیداکرتاہے)سے پیداہونے والی وباہے۔

کروناوائرس،وائرس کی قسم یاخاندان ہے لیکن اس قسم کے وائرس میں صرف چھ ایسے ہیں جوکہ انسان کومتاثرکرتے ہیں۔نیادریافت ہونے والاایساساتواں وائرس ہوگا۔

سارس وائرس: چین میں سنہ ۲۰۰۲ءمیں نظام تنفس کوشدید متاثرکرنے والی بیماری(سارس)جوکہ کروناوائرس کی وجہ سے پھوٹی تھی اس میں آٹھ ہزاراٹھانویں (۸۰۹۸)متاثرہ افرادمیں سے ۷۷۴افرادہلاک ہوگئے تھے۔

ویلکم ٹرسٹ نامی ادارے کی ڈاکٹرجوزی گولڈنگ نے کہا"سارس کی تلخ یادیں آج بھی تازہ ہیں جس کی وجہ سے لوگ بہت خوف زدہ بھی ہیں لیکن اس تجربے کے

بعد سے ایسی بیماریوں سے نمٹنے کے لیے ہم زیادہ بہتر طور پر تیار ہیں۔

کروناوائرس کی چھ اقسام ہیں: کرونا وائرس نزلے کی علامت سے شروع ہو کر مریض کی ہلاکت کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔ نیا دریافت شدہ وائرس ابھی کہیں درمیان میں ہے۔

یونیورسٹی آف ایڈنبرا کے پروفیسر مارک وولہاؤس نے کہا 'جب کوئی نیا کرونا وائرس دریافت ہوتا ہے تو یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ بیماری کی علامات کتنی شدید ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ نئے وائرس سے ہونے والی علامات نزلے کی علامات سے شدید ہیں لیکن ابھی تک اتنی سنگین نہیں ہیں جتنی سارس کے وائرس کی تھیں۔

وائرس کہاں سے آیا؟ نئے وائرس ہمیشہ ہی سامنے آتے رہتے ہیں، وہ کسی جاندار میں ہوتے ہیں جہاں ان کا پتا نہیں چلتا اور اس سے وہ انسانوں میں منتقل ہو جاتے ہیں، یونیورسٹی آف ناٹنگھم کے وائرولوجسٹ پروفیسر جوناتھن بال نے کہا 'اگر ماضی کی وباؤں کو دیکھیں اور اگر یہ کوئی نیا کروناوائرس ہے تو یہ کسی جانور سے ہی آیا ہوگا۔

سارس وائرس کی جائے پیدائش: سارس وائرس سیویٹ کیٹ نامی جانور سے انسانوں میں منتقل ہوا تھا اور نظام تنفس کی بیماری مڈل ایسٹ ریسپائریٹری سنڈروم (میرس) جس کے سنہ ۲۰۱۲ء میں سامنے آنے کے بعد سے اب تک ۲۴۹۴ افراد متاثر ہو چکے ہیں اور اس سے ۸۵۸ ہلاک ہو چکے ہیں، وہ اونٹوں کی ایک نسل سے انسانوں میں پھیلا تھا۔

کونسا جانور؟ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ وائرس کس جانور سے انسانوں میں منتقل ہوا ہے تو اس کا علاج کرنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔

موجودہ کیسز کا تعلق ساؤتھ چائنہ سی فوڈ ہول سیل مارکیٹ سے پایا گیا ہے،مسافروں کے بھی طبّی معائنے کیے جا رہے ہیں لیکن جہاں سمندر میں پائے جانے والے کچھ ممالیہ جانوروں میں کروناوائرس پایا جاتا ہے(مثلاً بیلوجا وہیل) مگر اس مارکیٹ میں کچھ جنگلی جانور بشمول مرغیاں، چمگادڑیں، خرگوش اور سانپ بھی رکھے جاتے ہیں جن کے باعث بیماری کا سبب ہونے کا زیادہ امکان ہے۔

آخر چین ہی کیوں؟پروفیسر وولہاؤس نے کہا کہ اس کی ایک وجہ زیادہ اور گنجان آبادی اور اس آبادی کی ایسے جانوروں سے جسمانی قربت، جن میں یہ وائرس پایا جاتا ہے، ہو سکتی ہے،انہوں نے کہا کہ یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے کہ چین میں یا دنیا کے اس حصے میں یہ وبا پھوٹی ہے۔

یہ کتنی آسانی سے پھیلتی ہے؟ اس نئی وبا کے بارے میں ایک امر جو اطمینان کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ یہ نیاوائرس بظاہر انسانوں سے انسانوں میں نہیں پھیلتا، پھیپھڑوں کو متاثر کرنے والے نئے وائرسز کے بارے میں سب سے زیادہ باعثِ تشویش بات یہ ہوتی ہے کہ یہ کھانسی اور چھینکوں کا باعث بنتے ہیں جو وائرس کے پھیلنے کا سبب بنتا ہے اگر یہ ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہو رہا ہے تو آپ کو یہ خدشہ ہوتا ہے کہ اس سے طبّی عملہ بھی متاثر ہو سکتا ہے کیونکہ وہ مریضوں سے براہِ راست رابطے میں آتے ہیں۔ چینی حکام کا کہنا ہے کہ اب تک ایسا نہیں ہوا ہے۔

تاہم کچھ ماہرین نے خبردار کیا ہے کہ ابھی یہ کہنا قبل از وقت ہوگا کہ یہ انسانوں سے انسانوں میں نہیں پھیل رہا، پروفیسر بال کا کہنا ہے کہ قلیل عرصے میں ۱۵۹ افراد کے جانوروں کے وائرس سے متاثر ہونا بظاہر لگتا ہے کہ بہت زیادہ ہے لیکن یہ ابھی ایک حل طلب سوال ہے۔

پروفیسر وولہاؤس کا کہنا ہے 'میں شک میں مبتلا نہیں بلکہ محتاط ہوں یہ ابھی قبل از وقت ہے، زیادہ تر کرونا وائرس انسانوں سے انسانوں میں منتقل ہو سکتے ہیں، اس لیے یہ میری ابتدائی تشویش ہے۔

یہ کتنی تیزی سے پھیل رہی ہے؟ جتنے بھی لوگوں میں یہ علامات سامنے آنا شروع ہوئیں وہ ۱۲ سے ۲۹ دسمبر ۲۰۱۹ء کا درمیانی عرصہ تھا،اس کے بعد کوئی نیا مریض سامنے نہیں آیا،ڈاکٹر گولڈ نگ نے کہا کہ یہ مثبت امر ہے کہ یہ بیماری پھیل نہیں رہی ہے،انہوں نے کہا کہ چین اس بارے میں سنجیدہ ہے اور اس پر قابو پایا جا سکتا ہے لیکن ہمیں ابھی انتظار کرنا ہے،ابھی یہ تشویش اپنی جگہ موجود ہے کہ چینی نئے سال کے موقع پر لاکھوں چینی باشندے چھٹیوں پر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں اور اس سے یہ بیماری دوسرے علاقوں میں پھیل سکتی ہے۔

چینی حکام کے اقدامات: چین کے حکام نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟اس جراثیم سے متاثرہ افراد کو الگ رکھا جارہاہے تاکہ اس بیماری کو پھیلنے سے روکا جاسکے،ڈیڑھ سو سے زیادہ افراد جو وائرس سے متاثرہ افراد سے براہ راست جسمانی رابطے میں آئے تھے ان کی نگرانی کی جارہی ہے کہ کہیں ان میں بیماری کی کوئی علامات تو نہیں ہیں،اس کے علاوہ مچھلی مارکیٹ کو بھی بند کر دیا گیااور اس کی صفائی اور جراثیم سے پاک کیا جارہاہے

ماہرین کی تشویش؟ڈاکٹر گولڈ نگ نے کہاجب تک مزید معلومات حاصل نہیں ہو جاتیں یہ کہنا مشکل ہے کہ اس بارے میں کتنی تشویش اور کتنی فکر ہونی چاہیے،انہوں نے کہااس بات کی تصدیق ہونا بہت ضروری ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے اور یہ ہمیشہ ہی تشویش کی بات ہوتی ہے،'ایک مرتبہ یہ انسانی خلیوں میں داخل ہو جائے تو یہ فوراً اپنے اندر تبدیلی پیدا کر سکتا ہے جس سے یہ زیادہ مؤثر اور زیادہ خطرناک انداز میں منتقل ہو سکتا ہے۔

مہلک وبائی امراض

صدیوں پہلے جب آج کی طرح انسان نے سائنس اور طب کے میدان میں ترقی نہیں کی تھی، تب کسی بیماری کے وبائی صورت اختیار کر جانے کا ایک ہی مطلب ہو سکتا تھا۔ ہزاروں نہیں، لاکھوں انسانوں کی موت!

طاعون، کوڑھ: ایک زمانے میں ''طاعون'' اور ''کوڑھ'' کو آسمان کا قہر اور خدا کا عذاب تصور کیا گیا، یہ وہ بیماریاں تھیں جس کے شکار افراد بدترین جسمانی تکلیف اور اذیت ناک صورت حال کا سامنا کرتے اور گویا سسک سسک کر موت کے منہ میں چلے جاتے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ متعدی بیماریوں کی طرح جب انسان شدید بخار، قے، ناقابل برداشت سَر اور کمر کا درد، جسم پر سوجن کا شکار ہوئے تو اسے طاعون کا نام دے دیا اور یہ جانا کہ اس جسمانی حالت اور طبّی کیفیت کی وجہ چوہے ہیں۔

طاعون نے وبائی شکل اختیار کی تو دیکھا گیا کہ اکثر لوگوں کی گردن، رانوں اور بغلوں میں پھوڑے نمودار ہو گئے اور ان کی زندگی اذیت ناک ہوتی چلی گئی، صحت مند لوگ اور ان کے اپنے تک ان سے خوف کھانے لگے اور دوری اختیار کر لی۔

تیرھویں اور سولہویں صدی میں طاعون کی وبا سے یورپ میں بڑے پیمانے پر ہلاکتوں کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے۔

کہتے ہیں طاعون نے سب سے پہلے تیرھویں صدی میں یورپ کو اپنی لپیٹ میں لیا اور متعدد بار اس کی وجہ سے یورپ بھر میں کروڑوں اموات واقع ہوئیں۔ ۱۶۶۶ میں برطانیہ میں طاعون کی وباء پھیلنے سے ایک لاکھ سے زائد انسان موت کے منہ میں چلے گئے تھے۔

طاعون اور جذام: طاعون اور جذام وہ امراض تھے کہ جب کوئی اس کا شکار ہو جاتا اور اس کی زندگی نہایت اذیت ناک ہو جاتی تو اپنے ہی اس کی موت کی دعا کرنے لگتے تا کہ وہ جسمانی تکلیف سے نجات پاسکے۔

ہم یہاں ان امراض کا ذکر کر رہے ہیں جو وباء کی صورت پھیلے اور دنیا بھر میں کروڑوں انسانوں کو متاثر کیا اور ہلاکتوں کی وجہ ہیں۔

ہیضہ: ہیضہ ۱۹ ویں صدی کے آغاز سے قبل کی وہ وبا ہے جسے سب سے خطرناک قرار دیا جاتا ہے، لاکھوں انسانی جانوں کے ضیاع کا سبب بننے والا یہ مرض انیسویں صدی کی پہلی دہائی میں امریکا میں لوگوں کے لیے خطرہ بنا اور پھر وہاں سے دنیا بھر میں پھیلا۔

اسپینش فلو: جنگ عظیم اوّل کے دوران اس وباء نے ایک محتاط اندازے کے مطابق دنیا کے ہر تیسرے شخص کو متاثر کیا، یہی وجہ ہے کہ اسے بدترین عالمی وباء بھی کہتے ہیں، یہ بیماری انفلوئنزا کی ایک شکل تھی، کہا جاتا ہے کہ اسپینش فلو کی وجہ سے پانچ کروڑ افراد متاثر ہوئے تھے، ۱۹۱۸ء اور ۱۹۲۰ء کے دوران دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے والے اس مرض نے لگ بھگ ۵۰ لاکھ افراد کو موت کے منہ میں دھکیل دیا، یہ وبا امریکا، یورپ، ایشیا اور افریقا تک پھیل گئی تھی۔

چیچک: تاریخ بتاتی ہے کہ چیچک کا مرض اٹھارھویں صدی میں پہلی بار دنیا کے سامنے آیا تھا، لیکن ۱۹۵۰ء میں یہ ایک خوف ناک وبا کی صورت پھیلا اور صرف دو دہائیوں کے دوران تین کروڑ سے زائد انسانوں کو متاثر کیا، طبّی سائنس میں ترقی اور علاج معالجے کی سہولیات کے باوجود ۱۹۷۰ء تک سالانہ ۵۰ لاکھ افراد اس مرض سے متاثر ہو رہے تھے۔ تاہم اس کے بعد اسے وبا کی صورت پھیلتا نہیں دیکھا گیا۔

خسرہ: خسرہ کی بیماری پھوٹی تو لوگ اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ اسے دنیا کے سامنے آتے ہی یعنی پہلے سال ہی ایک وبا مان لیا گیا، یہ ۱۹۲۰ کی بات ہے، تاہم ساٹھ کے عشرے میں اس بیماری کے پھیلاؤ میں کمی آگئی اور طبّی ماہرین نے اس کے خلاف مؤثر ویکسین متعارف کروادی۔

خسرہ سے آج بھی دنیا بھر میں انسان متاثر ہوتے ہیں اور ان میں اکثریت کم عمر بچوں کی ہے، ماہرین کے مطابق ۲۰۱۸ء اس بیماری نے افریقا اور ایشیا میں ایک لاکھ ۴۰ ہزار انسانوں کو موت کے منہ میں دھکیل دیا تھا۔

جذام کی بیماری: دنیا بھر میں ۱۹۵۰ء تک جذام کی وجہ سے لاکھوں انسان متاثر ہوئے۔ ۱۹۹۰ء کے بعد اس میں مسلسل کمی آتی گئی اور اب امید ہے کہ دنیا کو اس سے نجات مل جائے گی۔

پولیو وائرس : پاکستان آج بھی پولیو سے آزاد نہیں ہو سکا ہے۔ ۱۹۵۰ء کے بعد سامنے آنے والی اس بیماری سے دنیا میں لاکھوں افراد معذور ہوئے، لیکن طبّی سائنس اور معالجین کی کوششوں سے دنیا کے بیش تر ممالک پولیو فری قرار دیے جاچکے ہیں۔ تاہم پاکستان میں اب بھی پولیو کے کیسز سامنے آرہے ہیں جس کے خلاف کوششیں جاری رکھنا ہوں گی۔

ٹی بی کا مرض: ٹی بی کو کئی سال تک وبائی مرض کے طور پر دیکھا جاتا رہا، مگر اس کا مکمل علاج سامنے آیا تو مرض کے پھیلنے کا خطرہ بھی کم ہوتا چلا گیا۔ تاہم دنیا اسے آج بھی ایک بڑی بیماری مانتی ہے اور اس کی علامات کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ۲۰۱۸ء وہ سال تھا جب اس مرض سے دنیا بھر میں لگ بھگ ۱۳ لاکھ افراد موت کا شکار ہوگئے۔ (یہ مضمون نیٹ سے لیا گیا ہے)

وباؤں کی کیس ہسٹری

(اوریا مقبول جان)

قدیم طب اور جدید میڈیکل سائنس دونوں، مرض کی تشخیص کیلئے اس کی وجوہات کو جاننا بہت ضروری خیال کرتی ہیں، انسان کو لاحق ہونے والے جسمانی اور نفسیاتی امراض کی وجوہات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، ایک مکمل طور پر مادی، طبعیاتی یا جسمانی وجوہات ہیں اور دوسری خاندانی، معاشرتی، ذہنی اور روز مرہ کے معمولات سے متعلق وجوہات ہیں۔

مادی وجوہات کے لیے مرض کی علامات دیکھی جاتی ہیں، متعلقہ اعضا اور جسمانی نظام کے ٹیسٹ کروائے جاتے ہیں، تاکہ معلوم ہوسکے کہ جسم کا کون سا عضو درست کام نہیں کررہا، ان تمام حاصل کردہ معلومات کی بنیاد پر مرض کی جزوی تشخیص ہوتی ہے، لیکن مکمل تشخیص کے لیے دوسری قسم کی معلومات ضروری ہیں۔ مثلاً معدے کے السر کے ٹیسٹوں نے یہ تو بتادیا کہ زخم کہاں ہے، کتنا گہرا اور خطرناک ہے لیکن اس کی مکمل ت تشخیص کیلئے ایک ماہر ڈاکٹر کاغذ قلم پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور معلومات کا ایک چارٹ مرتب کرنے لگتا ہے جسے "کیس ہسٹری" کہتے ہیں۔

اس چارٹ میں لاتعداد معلومات حاصل کی جاتی ہیں، مثلاً آپ کھانے میں کیا کچھ کھاتے ہیں، چکنائی اور مصالحہ جات کتنا استعمال کرتے ہیں، جسمانی ورزش کتنی کرتے ہیں، کتنے گھنٹے نیند کرتے ہیں، نیند پوری ہوتی ہے یا کمی رہ جاتی ہے۔ کھانا کتنی بار اور کتنے وقفوں سے کھاتے ہیں۔ یہ تو لائف سٹائل اور طرز زندگی کی معلومات ہوئیں۔ اب ایک اچھا ڈاکٹر مزید کچھ معلومات بھی "کیس ہسٹری" میں شامل کرتا ہے

جو اس مرض پر بالواسطہ اثرانداز ہو رہی ہوتی ہیں۔ مثلاً آپ کو کوئی پریشانی تو لاحق نہیں ہے۔ کہیں بے خوابی، بلاوجہ اضطراب، غصہ اور بے چینی تو نہیں ہوتی۔ کبھی خود کلامی تو نہیں کرنے لگ جاتے، آرام سے چلتے ہوئے اچانک تیز تیز دوڑ تو نہیں پڑتے۔

غرض لاتعداد ایسی معلومات ہیں جن کو "کیس ہسٹری" کا حصہ بنا کر ایک اچھا ڈاکٹر مریض کے علاج کیلئے ایک پلان مرتب کرتا ہے۔ اس پلان میں مریض کو خوراک کی احتیاطیں بتائی جاتی ہیں، اس کے لائف سٹائل کو تبدیل کرنے کیلئے کچھ پابندیاں لگائی جاتیں ہیں اگر وجوہات نفسیاتی بھی ہوں تو پھر دوا کو موثر کرنے کے لئے مختلف قسم کے مسکّن (Tranquilizers) بھی دیے جاتے ہیں اور جسمانی ورزشیں بھی بتائی جاتی ہیں جس سے آدمی ذہنی طور پر پر سکون ہو جاتا ہے اور یوں اس کی بیماری کا تشفی بخش اور شاندار علاج ممکن ہو پاتا ہے۔

بالکل اسی طرح بستیوں، شہروں اور ملکوں پر اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفتوں کی وجوہات جاننے کے لیے بھی ایک تفصیلی "کیس ہسٹری" مرتب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آفتوں اور بلاؤں کی کیس ہسٹری مرتب کرنے کے بھی دو طریقے ہیں۔

ایک خالصتاً طبیعاتی اور مادی اور دوسرا طرز زندگی اور انسانی اخلاق و اقدار سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلے حصے کی معلومات کا طریق کار یہ ہے کہ، زلزلہ کب آیا، مرکز کہاں تھا، کتنا گہرا تھا، زیر زمین کیا ہو رہا تھا یا اگر طوفان آیا تو، کہاں سے سحاب اٹھا، ہوا نے رفتار بدلی اور کس طرح وہ ایک طاقتور عفریت میں تبدیل ہو گیا۔

اسی طرح ایک خاص قسم کے مچھر نے صاف پانی میں پرورش پائی، انسان کو کاٹا اور لوگوں کو ڈینگی ہو گیا، طاعون کا جرثومہ ایک خاص درجہ حرارت اور طبعی ماحول میں پرورش پاتا رہا اور پھر اس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، یہ تو آفات اور

وباؤں کی وجوہات جاننے کا ایک طبیعاتی طریق کار ہے۔ لیکن انسانی تاریخ میں وباؤں اور آفات کے بارے میں ایک اور سائنسی مفروضہ یعنی Hypothesis بھی ہے۔

وہ مفروضہ یہ ہے کہ انسانوں کی کسی بستی، علاقے، یا ملک کے افراد انسانوں پر اس قدر ظلم روا رکھتے ہیں کہ انسانیت کانپ اٹھتی ہے۔ یہ ظلم کرنے والے تو چند لوگ ہوتے ہیں مگر پوری قوم اول تو ان کے ظلم پر خاموش رہتی ہے یا ایک وقت کے بعد اس ظلم پر بھی فخر کرنے لگتی ہے۔

تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ایسی بستیاں تباہ و برباد ہو گئیں۔ قرآن پاک میں بھی بستیاں تباہ کرنے کا یہی اصول بتایا گیا ہے۔ قوم ثمود پر عذاب کی وجہ بیان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا "اور شہر میں نو(۹) آدمی ایسے تھے جو زمین میں فساد مچاتے تھے اور اصلاح کا کام نہیں کرتے تھے (النمل:۴۹)۔

پوری بستی ان کے ظلم پر خاموش تھی، اللہ نے ان پر ایسی چنگھاڑ بھیجی کہ وہ دھنی ہوئی روئی کے گالوں کی طرح ہو گئے، اللہ نے رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل ہر عذاب، آفت اور وبا کا قرآن میں یہی پس منظر بتایا ہے۔

لیکن بعثتِ رسول ﷺ کے بعد سے لے کر آج تک، دنیا میں وباؤں کی صورت لاتعداد بیماریاں پھیلیں جنہوں نے بستیاں اجاڑ دیں، کیا ان آفتوں کے پیچھے بھی قدرت کا یہی اصول کارفرما تھا۔

صرف ایک وباء کی کیس ہسٹری کا مطالعہ کرتے ہیں۔ گزشتہ چودہ سو برسوں میں سب سے بڑی وباء یا آفت، پلیگ یا طاعون تھی جو ۱۳۳۱ء سے ۱۳۵۳ء تک بیس سال یورپ پر راج کرتی رہی اور محتاط اندازے کے مطابق اسکی وجہ سے یورپ کی ستر فیصد آبادی موت کی آغوش میں چلی گئی۔ اسے تاریخ میں (Black Death)

کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسکی طبیعاتی وجوہات یہ تھیں کہ منگولیا اور اسکے ارد گرد کے علاقوں میں گرم مرطوب موسم کی وجہ طاعون کے جرثومے (Yarsinia pestis) کی پیدائش ہوئی، موسم کی وجہ سے افزائش بہت تیز ہوئی اور پھر تاجروں اور منگول افواج کے ہمراہ یہ جرثومہ اڑتی ہوئی مکھیوں کے ساتھ ساتھ دیس بدیس سفر کرنے لگا۔

طاعون کا یہ جرثومہ جہاں سے گزرتا، لوگوں کو طاعون کا شکار کرتا جاتا، لیکن ایشیا اور افریقہ میں اموات کی تعداد اتنی زیادہ نہ ہوئی۔ مگر اس جرثومے کے سفر کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اس آفت، وبا اور بلا کے اصل ہدف کیلئے یورپ کی سرزمین کا انتخاب کر رکھا تھا۔ کریمیا کی بندرگاہ کافہ پر یہ جرثومہ ہزاروں میل کا سفر کر کے ۱۳۴۷ میں پہنچا، اٹلی کے شہر سسلی میں اکتوبر ۱۳۴۷، وینس میں جنوری ۱۳۴۸، انگلینڈ اور پرتگال میں جون ۱۳۴۸ اور پھر فرانس، جرمنی اور یورپ سے ہوتا ہوا واپس منگولیا کے پڑوسی ملک روس میں ۱۳۵۰ میں پہنچا اور موت نے یورپ کا چکر مکمل کر لیا۔

کالی موت میں ۷۰ فیصد یورپی آبادی ختم ہو گئی اور دو کروڑ لوگ لقمہ اجل بن گئے، انسانی تاریخ کی اس سب سے بڑی آفت کا جرثومہ چین سے لے کر ایشیا اور افریقہ ہر جگہ گیا، لیکن تباہی کیلئے اس کا انتخاب یورپ ہی کیوں ہوا، یہ ہے وہ سوال جس کا جواب ہمیں تاریخ میں ملتا ہے۔ اس طاعون سے پہلے کی تین صدیوں میں یورپ نے بحیثیت مجموعی ایسے لاتعداد مظالم کئے تھے کہ اللہ نے ان پر "کالی موت" مسلط کر دی۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ۱۰۹۶ء سے لے کر ۱۲۷۱ء تک ۲۰۰ سال مسیحی یورپ نے نو صلیبی جنگیں لڑیں جن میں یورپ کا بچہ بچہ جوش و خروش سے شریک ہوا۔ ان

صلیبی جنگوں میں لاکھوں بے گناہ انسانوں کا قتل عام کیا گیا۔ جنگوں کے اختتام کے بعد پادریوں اور چرچ کو ایسا بے پناہ اختیار حاصل ہو گیا کہ انہوں نے عالموں، فلسفیوں اور سائنسدانوں کو "منحرف" کے فتوے لگا کر قتل کرنا شروع کر دیا اس عمل کو تاریخ میں Witchcraft کہتے ہیں۔ یہ قتل و بربریت ۱۳۰۰ میں شروع ہوئی اور اسی دوران "کالی موت" یورپ آ پہنچی، اس وقت یورپ کے شہروں کے بیچوں بیچ آگ جلائی جاتی اور ان میں منحرفین کو پھینک دیا جاتا۔

شہر کے لوگ جوق در جوق تالیاں بجاتے اور مسرت سے جھومتے۔ یہ سب اپنی مستی میں گم تھے کہ میرے اللہ کا پیدا کردہ جرثومہ منگولیا سے ان کی تاک میں سفر کرتا ہوا یورپ جا پہنچا اور اس نے تین چوتھائی یورپ کو موت کی نیند سلا دیا، کوئی ہے جو آج اس بات پر غور کرے ہمارے ہاں کرونا کیوں پھیل رہا ہے۔ کیا یہ وجہ تو نہیں کہ پہلی جنگ عظیم سے لے کر آج تک یورپ اور امریکہ نے کروڑوں بے گناہ انسان اس کرہ ارض پر قتل کیے ہیں، کیا کرونا کہیں اللہ کی تخلیق کردہ ایک آفت تو نہیں ہے جو چند دن چین میں رہ کر اب اپنی منزل کی جانب موت کا پروانہ لے کر پہنچ چکی ہے۔

وبائی امراض اور نبوی تعلیمات

(مولانا مفتی منیب الرحمان)

ان دنوں دنیا کئی مُہلک جرثوموں کی زَد میں ہے'ان میں سے اکثر جان لیوا ثابت ہوتے ہیں۔ڈینگی،کانگو،نگلیریا کے بعد ایک اور خطرناک وائرس "کورونا" نے دنیا کو دہشت زدہ کر دیا ہے،ماضی میں ایسی مُہلک وباؤں کا شکار اکثر پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک ہوتے تھے،لیکن عجیب اتفاق ہے کہ اس بار اولین مرحلے پر ترقی یافتہ ممالک اس کا شکار ہو گئے ہیں اور ان میں سے چین سب سے زیادہ متاثر ہے۔

کرونا اور کراؤن: جاپان،تھائی لینڈ،سنگاپور،تائیوان،کینیڈا،جرمنی اور کسی حد تک امریکہ بھی اس کی زد میں ہے،یعنی وہاں اس وائرس کی تصدیق ہوچکی ہے،کوروناوائرس کی نصف درجن سے زائد اقسام دریافت ہوچکی ہیں،جب اس کا خوردبین سے جائزہ لیا گیا تو یہ نصف دائرے کی شکل میں نظر آیا اور کنارے پر ایسا اُبھار نظر آیا جو تاج کی شکل کے مشابہ ہے،رومن زبان میں تاج کو کراؤن کہتے ہیں،اسی بنا پر اس کا نام کورونا رکھ دیا گیا ہے،اب تک زیادہ تر جاندار مثلاً خنزیر اور مرغیاں اس سے متاثر ہوتے رہے ہیں،لیکن اب یہ وائرس اپنی شکل بدل کر انسانوں کو متاثر کرسکتا ہے اور کررہا ہے۔

۱۹۶۰ء کے عشرے میں کوروناوائرس کا نام دنیا نے پہلی بار سنا اور اب تک اس کی ۱۱۳اقسام سامنے آچکی ہیں'ان میں سے سات اقسام انسانوں میں منتقل ہو کر انہیں متاثر کرسکتی ہیں۔ان میں سے Novel Coronavirus 2019 اور Severe acute respiratory syndrome (SARS)چین میں

دریافت ہوئے ہیں اور Middle East Respiratory (MERS) Syndrome شرقِ اوسط میں دریافت ہوا ہے۔

کوروناوائرس سانس کی اوپری نالی پر حملہ کرتے ہوئے سانس کے داخلی نظام کو متاثر کرتا ہے اور انسان جان لیوا نمونیا یا فلو میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ۲۰۰۳ء میں سارس وائرس سے چین میں ۷۷۴ افراد ہلاک اور ۸۰۰۰ متاثر ہوئے تھے، مرس اس سے بھی زیادہ ہولناک تھا، اس وائرس سے متاثر مریضوں میں بخار، کھانسی اور گلے کی خراش کی علامات ظاہر ہوتی ہیں اور شدید حملے کی صورت میں سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے۔ چین کے مرکز برائے انسدادِ امراض واحتیاطی تدابیر کے ڈائریکٹر گاوفو نے کہا ہے کہ "یہ وائرس ووہان کی ایک سمندری خوراک کی مارکیٹ میں جنگلی جانوروں سے پھیلا، اس مارکیٹ میں مختلف قسم کے جنگلی جانور مثلاً لومڑی، مگرمچھ، بھیڑیے اور سانپ وغیرہ فروخت کیے جاتے تھے"۔

صحت کے عالمی ادارے کے مطابق وائرس کا شکار ہونے سے دو ہفتے کے اندر اس کی علامات سامنے آتی ہیں، چینی محکمہ صحت نے ووہان سے نمودار ہونے والے وائرس کا جینوم (جینیاتی ڈرافٹ) معلوم کرکے اسے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے، اب تک اس کی کوئی اینٹی وائرل دوا یا ویکسین دریافت نہیں ہو سکی۔

دسمبر ۲۰۱۹ء میں نیا وائرس سامنے آیا اور ماہرین اس کی ظاہری علامات کے مطابق ہی اس کا علاج کررہے ہیں، یہ ایک متعدی مرض ہے اور اس کا وائرس حیوان سے انسان میں منتقل ہونے، انسان کو بیمار کرنے اور دوسرے انسانوں میں منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہی اس کے متعدی (Infectious) ہونے کی علامت ہے۔

حدیثِ پاک میں ہے: "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی مرض (اپنی ذات سے) متعدی نہیں ہوتا' (بخاری: ۵۷۷۳)"۔ مریض سے تندرست آدمی میں مرض کے منتقل ہونے کو "عَدْوٰی" کہتے ہیں، بعض لوگوں نے اس کا مفہوم یہ لیا ہے کہ کوئی بھی مرض متعدی نہیں ہے اور وہ مہلک امراض سے بچائو کے لیے حفاظتی تدابیر کو توکل کے خلاف سمجھتے ہیں، یہ فہم درست نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مہلک امراض سے بچاؤ کے لیے حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کی تعلیم فرمائی ہے۔(۱): حضرت اُسامہ بن زیدؓ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "طاعون ایک صورتِ عذاب ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلی اُمّتوں یا بنی اسرائیل پر مُسلط فرمایا، سوجب کسی جگہ یہ بیماری پھیل جائے' تو وہاں کے لوگ اُس بستی سے باہر نہ جائیں اور جو اُس بستی سے باہر ہیں' وہ اُس میں داخل نہ ہوں، (مسلم: ۲۲۱۸)"۔

(۲): حضرت عمرؓ شام کے سفر پر جارہے تھے، سَرغ نامی بستی سے اُن کا گزر ہوا، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور اُن کے ساتھیوں نے بتایا کہ اس بستی میں طاعون کی وبا پھیل گئی ہے، حضرت عمر فاروقؓ نے مہاجرین وانصار صحابہؓ کرام اور غزوۂ فتحِ مکہ میں شریک اکابرِ قریش سے مشورہ کیا، پھر اجتماعی مشاورت سے اُنہوں نے بستی میں داخل نہ ہونے کا فیصلہ کیا، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے کہا: امیر المومنین! اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہو، انہوں نے جواب دیا: ہاں! اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اللہ کی تقدیر کی آغوش میں پناہ لے رہا ہوں، پھر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ آئے اور اُنہوں نے کہا: اس حوالے سے میرے پاس رسول اللہ ﷺ کی ہدایت موجود ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم کسی بستی میں اس وبا کے بارے میں سنو، تو وہاں نہ جاؤ

اور اگر تم پہلے سے وہاں موجود ہو اور یہ وبا پھیل جائے تو وہاں سے بھاگ کر نہ جاؤ"۔یہ سن کر حضرت عمر بن خطابؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنا سفر آگے کی طرف جاری رکھا'(مسلم، مُلخصاً:۲۲۱۹)"۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو متعدی وبا سے بچنے کے لیے حفاظتی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں اور حفاظتی تدابیر کا اختیار کرنا توکل اور تقدیر پر ایمان کے منافی نہیں ہے، بلکہ توکل کی حقیقت یہی ہے کہ اسباب کو اختیار کیا جائے، لیکن اَسباب کو موٴثّرِ بالذّات ماننے کے بجائے خداوندِ مُسبّب الاسباب پر ایمان رکھا جائے، کیونکہ اسباب میں تاثیر اُسی نے پیدا کی ہے اور اُسی کے حکم سے یہ موٴثر ہوتی ہے، تقدیر پر ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے "آپ ﷺ کا فرمان ہے "بیمار کو تندرست سے الگ رکھا جائے، (مسلم: ۲۲۲۱)"اس میں Isolation Unit کی ہدایت موجود ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ وبائی امراض سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "جذام کے مریض سے بچو جیسے تم شیر سے بچتے ہو، (بخاری:۵۷۰۷)"۔ دوسری حدیث میں ہے : "رسول اللہ ﷺ نے جذام کے مریض کو اپنے ساتھ بٹھا کر ایک برتن میں کھانا کھلایا' (ابن ماجہ: ۳۵۴۲)"۔آپ ﷺ کے اس شِعار کا مقصد یہ ہے کہ کسی وبائی مرض میں مبتلا مریض سے احتیاط تو کی جائے، لیکن اُس سے نفرت نہ کی جائے تاکہ اُسے حوصلہ ملے اور اُس کے دل میں احساسِ محرومی پیدا نہ ہو، چنانچہ آج بھی احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے ڈاکٹر اور طبّی عملہ ایسے مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔

حدیث میں یہ فرمان کہ "کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا" اس کی شرح میں علامہ نووی لکھتے ہیں: "بظاہر ان حدیثوں میں تعارض ہے کہ ایک جگہ مریض سے

بچنے کا حکم ہے اور دوسرا اجذام کے مریض کے ساتھ کھانا کھانے کے حوالے سے آپ کا فعلِ مبارک ہے، اس سے کوئی مرض کے متعدی نہ ہونے کا نتیجہ نکال سکتا ہے، ان حدیثوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ امراض میں متعدی ہونے کی تاثیر اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے، لیکن وہ اللہ کی مشیت سے مؤثر ہوتی ہے، کسی چیز میں کوئی تاثیر ذاتی نہیں ہوتی، اگر ایسا ہوتا تو دوا استعمال کرنے والا اور طبیب سے رجوع کرنے والا ہر مریض شفایاب ہو جاتا، لیکن ہمارا مشاہدہ ہے کہ ایسا نہیں ہوتا، پس جس کے لیے اللہ کا حکم ہوتا ہے، اُس کے حق میں ڈاکٹر کی تشخیص درست اور دوا وسیلۂ شفا بن جاتی ہے؛ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے مرض کے بذاتہ متعدی ہونے کی نفی فرمائی تو ایک اَعرابی نے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ! اُونٹ ریگستان میں ہرن کی طرح اُچھل کود کر رہے ہوتے ہیں کہ کوئی خارش زدہ اُونٹ ریوڑ میں گھس جاتا ہے اور اُس کے نتیجے میں سارے اُونٹ خارش کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے اُونٹ کو خارش کہاں سے لگی'(مسلم: ۲۲۲۰)''۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض کے متعدی ہونے کی نفی نہیں فرمائی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی طرف متوجہ فرمایا اور بتایا کہ عالمِ اسباب مُسبِّبُ الاسباب کے حکم کے تابع ہے، لہٰذا تدبیر کے طور پر اسباب کو اختیار کیا جائے' لیکن سب چیزوں کو قادرِ مُطلق کے حکم کے تابع سمجھا جائے۔

محض سبب اور مُسبّب اور علت اور معلول کے تانے بانے کو ہی مؤثرِ حقیقی ماننا الحاد ہے اور ایسے ہی لوگوں کو ملحد کہا جاتا ہے، الغرض یہ جانور تو ہر دور میں رہے ہیں اور رہیں گے، لیکن ایک خاص موقع پر ایسے وائرس کا پیدا ہونا اور انسانوں میں منتقل ہونا ہر سلیم الفطرت انسان کو یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور

تقدیر کی کارفرمائی کو تسلیم کرے۔پس صحت کے ماہرین کی ہدایات اور ان کی بتائی ہوئی حفاظتی تدابیر پر عمل کرنا لازم ہے،چونکہ اس مرض کا تعلق سانس سے ہے، اس لیے ایسی امراض کے بچاؤ کے لیے منہ اور ناک پر ماسک پہننے کا مشورہ دیا جاتا ہے تاکہ کسی مریض سے سامنا ہو تو وائرس کی زَد سے بچ سکیں،لازم نہیں ہے کہ ہر شخص مرض کے وبائی اثرات کا شکار ہو جائے،جیسے بعض متعدی امراض ایک گھر میں داخل ہو جاتے ہیں،بعض کو تو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور بعض دیگر افراد ان سے محفوظ رہتے ہیں،کیونکہ ہر ایک کی مدافعتی قوت جدا جدا ہوتی ہے۔

عالمی ادارۂ صحت نے اس ضمن میں باتصویر ہدایات جاری کی ہیں،جن کا خلاصہ یہ ہے: بار بار اچھے صابن سے ہاتھ دھوئیں،نزلہ اور زکام کے مریضوں سے دور رہیں،کھانستے اور چھینکتے وقت منہ اور ناک کو ڈھانپیں،جانوروں سے دور رہیں،کھانا پکانے سے قبل اور بعد میں ہاتھوں کو اچھی طرح دھوئیں،کھانا اچھی طرح پکائیں اور اسے کچا نہ رہنے دیں،کسی کی بھی آنکھ،چہرے اور منہ کو چھونے سے گریز کریں۔جو شخص پانچ مرتبہ دن میں نماز کا اہتمام کرتا ہے اور کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کی سنت پر عمل کرتا ہے،اس کے لیے ان تدابیر پر عمل کرنا آسان ہے 'احتیاطی تدابیر کے ساتھ ساتھ روحانی تدابیر پر بھی عمل کریں۔

حضرت عمر فاروقؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھے اور یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی"تو وہ زندگی بھر اس وبا سے

محفوظ رہے گا'(ترمذی:۳۴۳۱)''۔آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے:"اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا طلبگار ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے عفو و درگزر، اپنے دین و دنیا، اہل و عیال اور مال میں عافیت کی التجا کرتا ہوں، اے اللہ! ہماری ستر پوشی فرما، ہماری شرمگاہوں کی حفاظت فرما اور ہمیں خوف و خطرات سے محفوظ اور مامون فرما۔

اے اللہ! تو ہمارے آگے اور پیچھے سے، دائیں اور بائیں سے، اوپر سے حفاظت فرما اور میں اس بات سے تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں کہ میں اچانک اپنے نیچے سے پکڑ لیا جاؤں۔(ابوداؤد:۵۰۷۴)

ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰھمَّ إِنّیِ اَعُوذُ بک مِن البَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَیِّیءِ الْاَسْقَامِ

''ترجمہ: اے اللہ! میں برص، جنون، کوڑھ اور تمام مُہلک بیماریوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔(ابوداؤد:)(بشکریہ روزنامہ دنیا)

کروناوائرس کی تباہ کاریاں

محمودالرشید حدوٹی

کروناوائرس کی ابتداچین کے ایک شہر ووہان سے ہوئی،یہ ۲۰۱۹ء کے اواخر کی بات ہے،پھر جب نیا سال شروع ہوا تو کروناوائرس نے چینی حدود کو پھلانگنا شروع کردیا،اسے چین سے نکل کرایران،ایران سے پاکستان پھر دنیا بھر کے دوسو ممالک میں پہنچنے کے لیے کسی سرکاری اجازت نامے،کسی پاسپورٹ،کسی ویزے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

کرونا پھیلتا رہا،یورپی ملکوں میں بھی پہنچااور ایشیائی ممالک میں بھی اس نے اپنا آپ دکھایا،ہم کئی ایام سے کروناوائرس کوایک وبائی بیماری سمجھ کراس پر لکھتے اور مضامین مرتب کرتے رہے،اب بھی ہمارے ذہنوں پر کروناوائرس کی خوفناکی ہی طاری ہے۔

ابھی میرے وٹس ایپ پرایک ایسی ویڈیوآئی جس کے مطابق یہ کروناوائرس وباء نہیں ہے بلکہ اغیار کی اور ہمارے دشمنوں کی طرف سے ہم پر مسلط کردہ ان دیکھی جنگ ہے،اس وائرس کی ابتداچینی شہر ووہان سے ہوئی جہاں سے یہ دنیا بھر میں پھیلااور دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیاکواپنی گرفت میں لے لیا۔

اس وائرس سے حفاظتی دوابنانے کی اجازت اسرائیل نے حاصل کی ہے،جو ایک ویکسین تیار کررہاہے،یہ ویکسین اسرائیل ان ممالک کو بھیجے گا جنھوں نے اسرائیل کو تسلیم کیا ہوگا،ابھی تک دنیاکے دوسو ممالک اس خوفناک وائرس کی زد میں آچکے ہیں مگراسرائیل میں ایک بھی مریض نہیں آیااور نہ ہی وہاں کسی کو یہ وائرس پہنچاہے۔

آہستہ آہستہ باتیں تو باہر آئیں گی کہ کرونا وائرس کی پشت پر ہمارے دشمنوں کے کیا مقاصد کارفرما تھے، لیکن تازہ ترین صورت حال کے پیش نظر ہمیں یوں دکھائی دے رہا ہے کہ یہودی اپنی تمام تر شر انگیزیوں کے باوجود کامیابی سے اپنا شیطانی سفر طے کر رہے ہیں جب کہ ہم لوگ اپنا سب کچھ کھوئے چلے جا رہے ہیں۔

اس وقت خانہ کعبہ جانے والے لاکھوں لوگوں کے ویزے بند ہو چکے ہیں، زائرین حرم پر پابندی عائد کر دی گئی ہے، سعودی وزارتِ حج نے دنیا بھر کی مذہبی وزارتوں کو خطوط لکھ دیے ہیں کہ وہ اپنے لوگوں سے کسی قسم کے حج کے معاہدے نہ کریں، جس سے ایک خطرہ واضح دکھائی دے رہا ہے کہ شاید اس سال لوگ حج بھی نہیں کر سکیں گے، مسجد نبوی شریف بند کر دی گئی ہے، عرب ممالک کی تمام مساجد نمازوں اور جمعہ کے اجتماعات کے لیے بند کر دی گئی ہیں، کویت کی ایک مسجد میں مؤذن نے دوران اذان حی علی الصلاۃ کی جگہ صلوافی رحالکم کے الفاظ ادا کر دیے کہ نماز اپنے گھروں میں ہی پڑھ لو، عربوں میں سنی مساجد اور شیعہ کی عبادت گاہوں پر داخلوں کی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

پاکستان میں جمعہ کے اجتماعات پر پابندی لگا دی گئی ہے، آج ۲۷ مارچ کو جمعہ تھا، کل سے میڈیا اور ذرائع ابلاغ پر یہ خبریں نشر کی گئیں کہ مسجدوں کی بندش نہیں ہوگی ہاں اتنی بات ہے کہ جمعہ صرف پانچ لوگ ادا کریں گے، حالانکہ پاکستان میں رہنے والے چاروں مسالک کے جید علماء نے دو دن پہلے کراچی کے گورنر ہاؤس میں مشترکہ کانفرنس میں اعلان کیا کہ جمعہ کے اجتماعات پر پابندی اور مسجدوں کی تالابندی نہیں ہوگی، ہاں اس دوران تمام تر حفاظتی تدابیر اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

چونکہ دنیا بھر میں ایک واویلااور شور شرابہ چل رہا ہے کہ لوگ جمع نہ ہوں،لوگ ایک دوسرے سے فاصلے پر رہیں،ایک دوسرے کو ہاتھ نہ ملائیں،یہ وائرس ایک سے دوسرے شخص کوانجانے طریقے سے پہنچ جاتا ہے،ماحول بنایا گیا اور دینی اجتماعات پر پابندی لگادی گئی،تبلیغی جماعتوں پر پہلی بار پابندی لگائی گئی،جن جن مساجد میں جماعتیں موجود تھیں انہیں وہاں جاجا کر کہا گیا کہ آپ اپنا پروگرام ختم کریں اور گھروں کو روانہ ہو جائیں۔

یہ پہلی بار ہوا ہے کہ علماء کرام سے اعلانات کروائے گئے کہ جمعہ میں اردو بیانات ختم کیے جائیں،صرف عربی کے خطبے ہوں گے وہ بھی بہت ہی مختصر ہوں گے،لوگ سنتیں اور نفل گھروں میں پڑھ کر آئیں گے اور واپس جا کر گھروں میں پڑھیں گے،وضو گھروں سے کر کے آئیں گے،صفوں کے درمیان فاصلہ رکھیں گے،ایک ایک میٹر کا فاصلہ ہو گا۔

پھر لاک ڈاؤن کی پوری دنیا میں یہ صورتحال ہے کہ لوگ گھروں میں دبک کر بیٹھے ہوئے ہیں،مدارس بند کر دیے گئے،سکول بند کر دیے گئے،یونیورسٹیاں بند کر دی گئیں،سرکاری دفاتر بند کر دیے گئے،آمد ورفت روک دی گئی،ایک عجیب سماں ہے،جو لوگ ضروری کاموں سے بھی گھروں سے باہر نکلتے ہیں وہ پولیس کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں،سینکڑوں لوگوں کو پولیس نے موقع پر سزائیں دیں،کئی لوگ حوالات میں بند کیے گئے،یہاں تک کہ وزیراعظم پاکستان عمران خان نے صحافیوں کی کانفرنس میں اعلان کیا کہ ان لوگوں کو چھوڑ دیا جائے،مگر دنیا بھر میں یہی آوازیں بلند کی جارہی ہیں کہ کرونا وائرس سے بچاؤ کا ایک ہی طریقہ ہے کہ لوگ اپنے کو گھروں میں آئسولیٹ کرلیں،میل ملاقاتوں سے اجتناب کریں۔

کروناوائرس نے واقعی پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے،پوری دنیا کے فراعنہ کے سرپر غرور خم کردیے ہیں، برطانوی وزیراعظم بھی کروناوائرس کاشکار ہو کر اپنے کوتنہائی میں لے گیاہے،اٹلی کاوزیراعظم پکاراٹھاہے کہ کروناوائرس پر زمین والوں کا بس نہیں چلتا اسے عرش والا ہی ختم کرسکتا ہے،امریکی صدر دونلڈٹرمپ نے دعائیہ کلمات اداکیےاورامریکہ نے سود کی شرح صفر کردی ہے۔

کرونا وائرس کے باعث دنیا بھر کی معیشت کا بھٹہ بیٹھ چکا ہے،پچھتر فیصد کاروبار اورروزگار داؤپر لگ چکے ہیں، محنت مزدوری کرنے والے طبقات گھروں میں بیٹھنے کے باعث سخت پریشانی کاشکارہیں،امدادی اوررفاہی ادارے اپنے طور پر کوشش میں مصروف ہیں کہ وہ ضرورت مندوں کوان کی ضرورت کی اشیاء ان کے گھروں کی دہلیز تک پہنچائیں،ہرادارہ اور تنظیم اپنی حیثیت اورہمت کے مطابق لوگوں کوسہولیات مہیاکرنے میں لگی ہوئی ہے، مگرہمیں اس میں بھی سخت بے بسی دکھائی دے رہی ہے کیونکہ پاکستان بھر میں جہاں ہر فرد اپنے طورپر کام کررہا تھا وہاں چندسویاچندہزارلوگ یہ کام کیسے سرانجام دے سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دست بستہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کواس مصیبت سے نجات عطافرمائے،وہ دنیامیں رہنے والے سارے انسانوں کوبلاتفریق اس ناگہانی اور جان لیوامصیبت سے محفوظ فرمائےاورسب کوتوبہ کی توفیق دے۔

خادم اسلام

محمودالرشید حدوٹی

جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور کینٹ

۲۷مارچ ۲۰۲۰ءبروزجمعہ گیارہ بجے رات

وائرس سے جنگ اور اللہ کی ضرورت

(اوریا مقبول جان)

جیسے ہی ہمارے ملک میں کسی قسم کی آفت، مصیبت، پریشانی یا بیماری کا حملہ ہوتا ہے۔ ہمارے کچھ دانشوروں کے دماغوں میں خاموش بیٹھا سائنس اور ٹیکنالوجی کی پرستش کا وائرس جاگ اٹھتا ہے اور وہ ایک دم اخباری کالموں اور ٹیلی ویژن پروگراموں کے ذریعے حملہ آور ہو جاتا ہے اور کوشش کرتا ہے اس پریشانی کے عالم میں لوگوں کو جتنا ممکن ہو سکے، اللہ، دعا اور اس کے ثمرات سے دور لے جا کر انہیں ڈاکٹر، دوا، احتیاط، معیشت، معاشیات اور انتظامات پر بھروسے کی مکمل ترغیب دی جائے۔ ایسے دانشوروں کے دامن میں جس قدر بھی دعا کے تصور، اللہ کے قادرِ مطلق ہونے اور مرض کو ختم کرنے کے اختیار کا مذاق اڑانے کا ہنر ہوتا ہے، وہ اسے ضرور استعمال کرتے ہیں۔

کرونا وائرس کی اس عالمی وباء کے دوران ان قلم کاروں کا یہ وائرس بھی خوب اچھل اچھل کر حملہ آور ہو رہا ہے۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ سب دانشور ایک ایسے وائرس کے بارے میں لوگوں کو اللہ کی تائید و نصرت مانگنے سے دور لے جانا چاہتے ہیں، جس کے بارے میں آج کے دن، اس وقت اور اس گھڑی تک دنیا کے لاکھوں سائنسدان اپنی بے بسی اور مجبوری کا اعلان کر چکے ہیں کہ ہمارے پاس اس وائرس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

جس کسی صاحب علم نے بھی اس انسان کے جسمانی وجود پر غور و فکر کیا، وہ ایک نتیجے پر ضرور پہنچا ہے کہ انسان کا تمام کا تمام جسم ارد گرد ہونے والے واقعات، خیالات، افکار نظریات، تصورات، خوف، شرم، حیا، خوشی اور غمی جسے جذبات و

احساسات کا تابع ہے۔ ہم خوشی کے عالم میں مسکراتے ہیں، غم واندوہ میں روتے ہیں اور شرم و حیاء سے ہمارا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ اگر ہم بلاوجہ مسکرانے، رونے یا شرمانے لجانے لگ جائیں تو لوگ ہمیں پاگل تصور کریں گے۔

اسی طرح اگر ہم خوشی میں نہ مسکرائیں، غم میں نہ روئیں اور شرم سے ہمارا چہرہ لال نہ ہو تو بھی لوگ ہمیں ایک غیر معتدل انسان اور اکثر صورتوں میں ذہنی مریض تصور کریں گے۔ میڈیکل سائنس گذشتہ کئی صدیوں سے اس بات پر متفق ہے کہ انسان کی بیماری اور صحت دونوں کا اصل دارومدار اس کے ذہن اور اس پر چھائے ہوئے خیالات وافکار سے جنم دینے والی ذہنی کیفیت سے ہے۔

انسانی دماغ میں ان کیفیات کو جسم تک منتقل کرنے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک "نشریاتی آلہ" نصب کر رکھا ہے جسے ہائی **پو تھیلمس** (Hypothalamus) کہتے ہیں۔ یہ آلہ انسانی جسم کے بے شمار افعال کو کنڑول کرتا ہے، جیسے بھوک، پیاس، تھکن، نیند، یہاں تک کہ محبت نفرت اور جنس وغیرہ۔

اگر یہ "نشریاتی آلہ" کسی بیرونی خوف یا ارد گرد کے حالات کی وجہ سے پریشان ہو جائے تو پھر اس کی پریشانی پورے جسم میں منتقل ہونے لگتی ہے۔ اس کا موڈ ہی ہے جو ایک اہم ترین بلغمی غدود کے ذریعے جسم میں صحت مند یا غیر صحت مند ہار مونز پیدا کرتا ہے۔ پھر یہی موڈ ذہن میں صحت مندی اور بیماری کو جنم دیتا ہے۔

یہ "نشریاتی آلہ" جس موڈ کے زیر اثر ہار مونز جسم میں منتقل کرے گا، انسان کا جسم اسی طرح کی صحت اور بیماری کا شکار ہو جائے گا۔ مثلاً گر آپ خوف کا شکار ہیں اور یہ نشریاتی آلہ اس "بلغمی غدود" کے ذریعے جسم میں خوفزدہ ہار مون منتقل کر رہا ہے، تو اس کا فوراً اثر یہ ہو گا کہ آپ کے ہاتھوں میں پسینہ آنا شروع ہو جائے گا، آپ کا دل زور

زور سے دھڑکنے لگے گا، آپ کو پیشاب تیزی سے آئے گا۔ آپ کے معدے میں درد اٹھے گا اور ایسی بیشمار غیر معمولی صورتیں پیدا ہوں گی۔ ایسا کیوں ہوتا ہے، کیا جسم کے ان حصوں پر کسی وائرس نے حملہ کر دیا ہے، یا پھر ہمیں کوئی جسمانی بیماری لاحق ہو گئی ہے۔ نہیں! بلکہ وجہ یہ ہے کہ آپ کا ذہن خوفزدہ ہے اور اس نے اپنا خوف جسم میں منتقل کر دیا ہے۔ جیسے ہی یہ خوف ختم ہو گا آپ نارمل ہو جائیں گے۔

اب ذرا اس خوف کو مستقل کر دیں۔ ایسا خوف جس سے نجات نہیں، ایسا خوف جس کا آپ کے پاس کوئی علاج نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کے دل کی دھڑکن مستقل خراب رہنے لگے گی، آپ کو پیشاب مستقل زیادہ آئے گا اور بعض حالتوں میں تو کنٹرول ہی مشکل ہو جائے گا۔ آپ کا معدہ خراب رہنے لگے گا، بھوک اڑ جائے گی، نیند غائب ہو جائیگی۔ آپ بغیر کسی وجہ کے بیمار بیمار رہنے لگیں گے۔ اس بیماری کو جدید دور میں نفسی جسمانی بیماری (Psychosomatic Disorder) کہتے ہیں۔ آج کے دور میں بلڈ پریشر، معدے کا السر، ایگزیما اور دیگر ایسی ہی کئی بیماریاں خالصتاً اس ذہنی کیفیت کا نتیجہ تصور ہوتی ہیں۔

یہ "نشریاتی ادارہ" اگر پریشان حال ہے، خوف کا شکار ہے، اس کا ایک اور بدترین اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی کو اگر کسی بھی قسم کی بیماری لاحق ہے تو وہ مزید بڑھنے لگتی ہے، مستقل ہو جاتی ہے اور بہترین دوا بھی اس پر اثر نہیں کرتی۔ آدمی ایک ڈاکٹر سے دوسرے اور ایک دوا سے دوسری دوا پر منتقل ہو جاتا ہے لیکن بیماری جان نہیں چھوڑتی۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اگر یہ خوف انسان کے دماغ سے نہ نکلے تو وہ آدمی ایک مستقل مریض بن جاتا ہے۔ ایسے میں لاعلاج مرض کا علاج تو ممکن نہیں ہوتا مگر

آدمی بے شمار ایسی دوائیں استعمال کرنے لگتا ہے جو پس پردہ خوف تو دور نہیں کر سکتیں، لیکن اس "نشریاتی ادارے" کو کچھ دیر کے لئے ناکارہ بنادیتی ہیں، سلادیتی ہیں، اور آدمی عارضی طور پر پُر سکون ہو جاتا ہے۔

ان دوائیوں کو مسکّن (Tranquilizer) دوائیاں کہا جاتا ہے۔ان کا اثر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کبوتر بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے یا شتر مرغ خطرہ بھانپ کر ریت میں منہ چھپالیتا ہے۔سوال یہ ہے کہ ذہن کو خوف سے آزاد کیسے کیا جاسکتا ہے۔ یہ مطمئن اور خوش و خرم کیسے رہ سکتا ہے، اسے ہر حال میں شکر گزار اور شکوے شکایتوں سے کیسے دور رکھا جاسکتا ہے۔اسے اس دنیا کی بے ثباتی پر یقین اور اس فانی زندگی کے بعد شاندار اور خوش کن آخرت کے لئے تیار کیسے کیا جاسکتا ہے، اسے موت کے خوف سے آزاد کر کے ایک ایسی زندگی کی جانب رغبت کیسے دلائی جاسکتی ہے جس میں انعامات و اکرام ہیں، ایک جہانِ خوش کن و خوبصورت ہے جو اس کے استقبال کے لیے تیار ہے۔

اس "نشریاتی آلے" کو ذات سے بالاتر ہو کر سوچنے اور انسانوں کی خدمت کر کے خوشیوں سے سکون حاصل کرنے کی جانب کیسے مائل کیا جاسکتا ہے۔یہ وہ تمام اہداف ہیں، مقاصد ہیں، طرز زندگی کی صفات ہیں جو اگر انسان میں پیدا ہو جائیں تو اس کا یہ "نشریاتی ادارہ (Hypothalamus) "ایسا مطمئن ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایسے صحت مند ہارمون جسم میں منتقل کرتا ہے کہ آپ پر مسرت زندگی گزارنے لگتے ہیں، آپ کی نیند، بھوک، سانس، معدے کا ہاضمہ غرض ہر چیز ایک صحت مند زندگی کی عکاس بن جاتی ہے اور اگر آپ کو کبھی جسمانی طور پر کوئی بیماری لگے بھی تو وہ معمولی سی دوا بلکہ احتیاط سے ہی ٹھیک ہو جاتی ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس "نسخہ کیمیا" پر گفتگو کریں جس پر عمل کرنے سے ہماری ذہنی حالت پُرسکون ہو جاتی ہے، ہم خوف وپریشانی کے عالم میں ایک اعلیٰ، ارفع اوراس کائنات کی مالک و مختار ذات پر کامل بھروسہ کر کے اطمینان کی کیفیت میں آجاتے ہیں اور ایسا کرنے سے انسانی جسم میں اہم ترین "نشریاتی ادارہ" یعنی "Hypothalamus" مطمئن اور پُرسکون ہو جاتا ہے، بہت سے ضروری ہے کہ ہم یہ جان لیں کہ وائرس یا "کروناوائرس" کیا چیز ہے۔

آج کی جدید سائنس اپنی تمام تحقیقی کاوشوں کے بعد اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ہر قسم کا وائرس، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک ایسی تخلیق ہے جسے ابھی تک مارنے پر انسان قادر نہیں ہو سکا۔ اس لئے کہ یہ ابتدائی طور پر ہی ایک زندہ چیز نہیں ہوتا۔ اگرچہ وائرس اپنے وجود میں ایک پورا جینیاتی نظام (Genetic system) رکھتا ہے، جسے سائنس کی اصطلاح میں "ڈی این اے" کہا جاتا ہے۔ ڈی این اے، دنیا کی ہر جاندار اور غیر جاندار مخلوق میں موجود ہوتا ہے۔ انسانی جسم کے ہر چھوٹے سے چھوٹے خلیے میں یہ ڈی این اے موجود ہوتا ہے جو پورے جسمانی نظام کو ایک قائد کے طور پر ہدایات دیتا ہے۔ انہی ہدایات کو "Genetic instructions" کہا جاتا ہے۔

ہدایات کا ایسا ہی مکمل نظام اس چھوٹے سے "فتنے" وائرس میں بھی موجود ہوتا ہے۔ مگر اس نظام کے باوجود بھی ایک وائرس تنہا خود بخود کچھ نہیں کر سکتا، بلکہ ایک مردہ جسم کی طرح پڑا رہتا ہے۔ لیکن جیسے ہی یہ وائرس کسی جاندار انسان یا حیوان کے خلیے سے ملتا ہے تو پھر یہ اس کے اندر داخل ہو کر زندگی پاتا ہے۔ یہ اس خلیے کے ڈی این اے پر غاصبانہ قبضہ کر لیتا ہے اور اس کے جینیاتی ہدایات کے نظام کو "ہائی جیک" کر لیتا ہے۔

ایسا کرنے کے بعد، وہ انسانی جسم کو اپنی مرضی کی ہدایات دینا شروع کر دیتا ہے۔ یہ خود بھی اس انسانی خلیے کا حصہ بن کر زندگی پاتا ہے اور اپنی مقدار میں بھی اضافہ کرنے لگتا ہے۔ یہ انسانی جسم کے اس خلیے کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس جیسے ہزاروں وائرس تیز رفتاری سے جسم میں پیدا کرے۔ ایک وقت آتا ہے کہ وائرس اپنے اس میزبان خلیے کو بھی مار دیتا ہے اور پھر جسم پر اسی کا مکمل راج شروع ہو جاتا ہے وائرس کو دنیا کی کوئی دوا اس لئے موت نہیں دے سکتی کیونکہ یہ اپنی شکلیں اور ہیئت بدلتا رہتا ہے۔ اسے صرف ایسے محدود کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک جگہ دبک کر بیٹھ جائے، خوابیدہ (Dormant) ہو جائے۔ اس کی اس حالت کو میڈیکل کی زبان میں مخفی ہونا یا چھپنا کہتے ہیں اور اس کے لئے لفظ "Virus Latency" استعمال ہوتا ہے۔ وائرس جب خود پر انسان کے مدافعاتی نظام کی طرف سے شدید حملہ محسوس کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو خوابیدہ کر لیتا ہے اور جیسے ہی انسانی ذہن یا جسم کمزور پڑتا ہے تو یہ جاگتا ہے اور اپنے تخریبی کام میں دوبارہ لگ جاتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر وائرس کی زندگی کی ایک مدت (Life cycle) مقرر کیا ہے اور اس کے مکمل ہوتے ہی اسے خود بخود موت آجاتی ہے۔ سائنسدان آج تک وائرس کے آغاز سے بھی آشنا نہیں ہو سکے۔ ایک مفروضہ یہ ہے کہ جب سے اس کائنات میں زندگی شروع ہوئی ہے، وائرس بھی اسی وقت سے ساتھ ساتھ ہی پیدا ہو گیا تھا۔ اس کے بارے میں تحقیق اس لیے بھی آگے نہیں بڑھ پائی کیونکہ جیسے ہی یہ اپنی زندگی پوری کرتا ہے تو اس کا وجود مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ اپنا کوئی نام و نشان نہیں چھوڑتا۔

اجسام اپنی موت کے بعد اگر زمین کے اندر دفن ہو جائیں تو صدیاں گزرنے کے بعد ایک پتھر کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ ان پتھروں میں ڈھلے اجسام کو (Fossils) کہا جاتا ہے۔ ان fossil سے سائنس یہ معلوم کر لیتی ہے کہ یہ

انسان یا جانور کیسا تھا، کیسی زندگی گزارتا تھا اور اس کی موت کی وجہ کیا تھی۔ اس کے تمام خلیے، جرثومے پتھر پر نقش ہو گئے ہوتے ہیں۔

سائنس بڑے بڑے جانوروں اور قدیم انسانوں کی خصوصیات انہی پتھروں میں ڈھلے اجسام کے سائنسی مطالعے سے معلوم کرتی ہے۔ لیکن وائرس ایک ایسی تخلیق ہے کہ جب یہ مرتا ہے اس کا کوئی "Fossil" نہیں بنتا۔ یہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، جس کی گتھی کو آج تک انسان سلجھا نہیں سکا۔ وائرس کو ڈرا دھمکا کر اس کو اتنا محدود کرنا کہ وہ دبک کر بیٹھ جائے، یہ بھی بنیادی طور پر کسی دوا یا ویکسین سے نہیں ہوتا۔

آدمی دوا یا ویکسین استعمال نہ بھی کرے تو اللہ تبارک و تعالی نے انسانی جسم کے اندر ایک پوری فوج تیار کر رکھی ہے جو مسلسل ہر بیماری سے لڑتی رہتی ہے اور ہر حملہ آور وجود کو ختم کرتی ہے، اسے مدافعاتی نظام (Immune system) کہتے ہیں۔ اکثر وائرس مثلاً نزلہ، زکام وغیرہ اسی مدافعاتی نظام کی فوج کے ہاتھوں شکست کھا کر دبک کر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر اپنی زندگی کی مدت پوری کرنے کے بعد مر جاتے ہیں۔ لیکن کچھ ایسے طاقتور وائرس ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ جسم کے خلیوں میں داخل ہو کر اس کے ڈی این اے پر قبضہ کر لیتے ہیں تو پھر یہ اس تیزی سے بڑھتے ہیں کہ مدافعاتی نظام کی افواج پسپا ہونے لگتی ہیں اور ایک دن وائرس انہیں مکمل طور پر شکست دے کر آدمی یا جانور کو موت کی آغوش میں لیجاتا ہے۔

کرونا وائرس: بھی ایسی ہی ایک خطرناک عفریت ہے جسے اللہ نے تخلیق کیا ہے۔ اس طرح کے خطرناک وائرس کا علاج جس ویکسین سے کیا جا سکتا ہے، وہ بھی کوئی دوا نہیں ہوتی۔ ویکسین کے ذریعے دراصل جسمانی نظام میں ایک وائرس کی طرح کا مواد داخل کیا جاتا ہے تاکہ وہ آدمی کے مدافعاتی نظام کو بے وقوف بنائے اور

مدافعاتی نظام یہ سمجھنے لگے کہ جسم پر کسی وائرس نے حملہ کر دیا ہے، جب وہ ایسا محسوس کرنے لگتا ہے تو مدافعاتی نظام ایک دم قوت پکڑ کر اس پر حملہ آور ہونا شروع ہو جاتا ہے، جو ویکسین جتنا زیادہ مدافعتی نظام کو طاقتور بناتی ہے اتنی ہی کامیاب ہوتی ہے۔

ہر وائرس سے لڑنے کے لیے علیحدہ طاقت اور علیحدہ جنگی حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے۔اسی لیے ہر وائرس سے لڑنے کے لئے مدافعاتی نظام کو تیار کرنے کیلئے بھی علیحدہ قسم کی ویکسین کی ضرورت ہوتی ہے۔ابھی تک انسان کوئی ایسی ویکسین تیار نہیں کر سکا، جو انسان کے مدافعتی نظام کو ''کرونا وائرس'' سے لڑنے اور اس پر فتح حاصل کرنے کے قابل بنا سکے۔

طبّی سائنس اس بات پر متفق ہے کہ بے بسی کے ان لمحوں میں انسان کے مدافعاتی نظام کو صرف ایک ہی چیز طاقتور بنا سکتی ہے، اسے لڑنے کے لیے تیار کر سکتی ہے، جنگ کے میدان میں اتار سکتی ہے اور وہ ہے ایک ناقابل تسخیر ذاتِ خداوندی پر بھروسہ۔ کسی ایسی قادر مقتدر اعلیٰ ہستی کی طاقت و قوت پر ایمان ویقین اور بھروسہ ہی ہے جو انسان کو مکمل صحت مند کر سکتا ہے، اسے موت سے بچا سکتا ہے، اس کے دشمن کو نیست و نابود کر سکتا ہے۔

میرے اللہ کی ذات جس پر یقین، انسان کو ایسی قوت عطاء کرتا ہے جو انسانی جسم کے مدافعاتی نظام کی فوج کو ایک نئے حوصلہ و توانائی کے ساتھ تیار کرتی ہے۔ایسا حوصلہ دنیا کی کوئی بھی ویکسین نہیں دے سکتی۔ایک اور حقیقت یہ بھی ہے کہ اگر اللہ پر یقین سے ملنے والی توانائی نہ میسر ہو تو انسان کی تیار کردہ ویکسین بھی صحیح طور پر کارگر نہیں ہوتی۔یہ حوصلہ اور توانائی صرف اور صرف دعا سے حاصل ہوتی ہے۔دعا ہی وہ ہتھیار ہے جو انسان کو ایک عظیم اور برتر و بالا ذات کا آسرا اور سہارا عطا کرتا ہے اور آدمی کا مدافعاتی نظام وائرس سے ایک نئے حوصلہ کے ساتھ جنگ شروع کرتا ہے یہاں تک کہ اسے بالآخر شکست دے دیتا ہے۔

مصیبتوں کے درپردہ حکمت

(امر جلیل)

ہر مصیبت میں کوئی نہ کوئی حکمت چھپی ہوئی ہوتی ہے یہ الگ بات ہے کہ بہت کم لوگ مصیبت میں چھپی ہوئی حکمت سے استفادہ کرتے ہیں اور مصیبت کی المناکی سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں، وہ لوگ جو مصیبت میں پوشیدہ حکمت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں ان لوگوں میں ہم سرفہرست ہیں۔

آپ کورونا وائرس کی مثال لے لیجیے۔ کورونا وائرس سے بچے رہنے کے لئے حفاظتی تدابیر میں کچھ تدابیر نے ہمارے معاشرے کے لئے کمال کر دکھایا ہے۔ بیس پچیس روپے میں ملنے والے ماسک کا مارکیٹ سے گم ہو جانا اور پھر ظاہر ہونے کے بعد دو تین سو میں ملنا معمولی بات ہے۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے کچھ عرصہ قبل جب آشوبِ چشم کی وبا نے ملک کو گھیر لیا تھا، تب اچانک کالے چشمے ملک سے غائب ہو گئے تھے، آشوبِ چشم سے بچنے کیلئے ڈاکٹروں نے احتیاطی طور پر کالا چشمہ لگانے کی ہدایت کی تھی، وہ زمانہ ٹیلی وژن چینلز کی بھرمار کا زمانہ نہیں تھا، ریڈیو، وہ بھی ریڈیو پاکستان، گنتی کے اخبار اور ایک ٹیلی وژن چینل، یعنی پی ٹی وی یعنی پاکستان ٹیلی وژن ذریعہ مواصلات تھا۔

جیسے ہی اخبارات میں احتیاطی تدابیر شائع ہوئیں، ریڈیو اور ٹیلی وژن سے نشر ہوئیں، چھوٹی بڑی دکانوں، اسٹالوں، جنرل اسٹوروں اور سائیکلوں پر سجا کر بکنے والے کالے چشمے غائب ہو گئے، کالا چشمہ آشوبِ چشم کا علاج نہیں تھا، کالا چشمہ آشوبِ چشم کی وبا سے بچنے کی ایک احتیاطی تدبیر تھا، لوگوں کو کالا چشمہ لگانے کا ایک بہانہ مل گیا۔

کالے چشموں کی جیسے ہی طلب بڑھی، نتیجتاً کالے چشموں کی رسد کم پڑ گئی۔

مصیبتوں کے در پردہ حکمت تلاش کرنے والوں کو اچانک دولت کمانے کی ترکیب ہاتھ لگ گئی، انہوں نے ملک سے کالے چشمے غائب کر دیے، مناسب وقت پر وہ جب کالے چشمے مارکیٹ میں لے آئے تب پچیس روپے میں بکنے والا کالا چشمہ ڈھائی سو روپے میں ہاتھوں ہاتھ بکنے لگا۔

کورونا وائرس کے حوالے سے ملک میں خوف وہراس اور پھیلی ہوئی افراتفری دیکھ کر مجھے آشوبِ چشم کے وائرس کا زمانہ یاد آرہا ہے، آشوبِ چشم وائرس اور کورونا وائرس کا موازنہ کرنے سے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ لوگ نابینا ہونے سے نہیں ڈرتے، لوگ مرنے سے ڈرتے ہیں۔

اب اوپر والے کی بات سمجھ میں آرہی ہے کہ کچھ لوگوں کی آنکھیں تو ہوتی ہیں مگر وہ دیکھ نہیں سکتے، کچھ لوگوں کے کان تو ہوتے ہیں مگر وہ سن نہیں سکتے، کچھ لوگوں کے منہ میں زبان تو ہوتی ہے مگر وہ بول نہیں سکتے۔

اوپر والے کی بات سمجھ میں آئی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اور بہت سی باتیں سمجھ میں آنے لگی ہیں، دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو ہر حال میں زندہ رہنے کو اہمیت دیتے ہیں، وہ اس بات کو قطعی اہمیت نہیں دیتے کہ آنکھیں ہونے کے باوجود وہ دیکھ نہیں سکتے، وہ پروا نہیں کرتے کہ کان ہوتے ہوئے وہ سن نہیں سکتے، منہ میں زبان ہونے کے باوجود وہ بول نہیں سکتے وہ ہر قیمت پر زندہ رہنا چاہتے ہیں۔

ایسے اشخاص میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس یقین کے ساتھ زندہ رہتے ہیں کہ وہ کبھی نہیں مر سکتے۔ آشوبِ چشم وائرس والے دور میں ڈاکٹروں نے لوگوں کو یقین دلایا تھا کہ آشوبِ چشم سے اندھے تو ہو سکتے ہیں مگر وہ مر نہیں سکتے۔

احتیاطی تدابیر اپنانے سے آپ آشوبِ چشم کے موذی مرض سے بچ بھی سکتے ہیں۔

بس ہر پاکستانی آنکھوں پر کالا چشمہ لگا لے، لوگوں نے عام طور پر ڈاکٹروں کی بات سنی اَن سنی کر دی، کبھی چشمہ نہیں لگایا، مگر دیکھے بھالے، جانے پہچانے، نامور اور بدنام، چور اور کوتوال جیسے لوگوں نے آنکھوں پر کالا چشمہ چڑھالیا، کچھ عرصہ بعد ہم بونگے بھول گئے کہ کالے چشمے کے پیچھے کس کی آنکھیں بھینگی تھیں، کون تھے ایسے لوگ کہ وہ جب مغرب کی طرف دیکھتے تھے تب لگتا تھا کہ وہ مشرق کی طرف دیکھ رہے ہیں، کون تھے وہ لوگ جو دنیا کو محض اس لئے ایک آنکھ سے دیکھتے تھے کہ ان کے دوسری آنکھ نہیں ہوتی تھی، کون تھے وہ لوگ جو طوطا چشم کہلاتے تھے، آنکھوں پر کالی عینک نے سب کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا۔

کورونا وائرس سے بچے رہنے کی احتیاطی تدابیر میں بھی سب سے زیادہ زور ہاتھ دھونے پر ہے، لوگ دھڑا دھڑ ہاتھ دھونے لگے ہیں، وہ اس قدر ہاتھ دھونے لگے ہیں کہ ملک میں پانی کی قلت کا خطرہ منڈلانے لگا ہے، لوگ کورونا وائرس کے ڈر سے نہیں بلکہ ڈر میں چھپی ہوئی حکمت سے استفادہ کرنے کیلئے ہاتھ دھو رہے ہیں۔

کورونا وائرس نے پاکستان میں کسی کے رنگے ہاتھوں پکڑے جانے کا امکان ختم کر دیا ہے، ہاتھ کی صفائی دکھانے والوں کے ہاتھ بھی اب صاف دکھائی دیتے ہیں، کچھ لوگوں نے ہاتھ دھو دھو کر ہاتھ کی لکیریں مٹا دی ہیں، اب لوگ ہاتھ دھو کر کسی کے پیچھے نہیں پڑتے، کورونا وائرس کے ڈر سے انہوں نے اس قدر ہاتھ دھوئے ہیں کہ وہ جب چاہیں کسی کے پیچھے پڑ سکتے ہیں۔

☆☆☆☆

کرونا نئے عالمی نظام کو جنم دے گا

(محمود شام)

مشرق و مغرب سنسان ہیں، یورپ کے گلی کوچے ویران ہیں، واشنگٹن، نیویارک پریشان ہیں، عالمی قیادتیں حیران ہیں، بحر و بر تسخیر کرنے والا انسان ایک چھوٹے سے جرثومے کے آگے بے بس ہے، پینٹاگون کے جدید ترین مہلک ہتھیار اس خفیہ دشمن کو زیر کرنے سے قاصر ہیں، کہیں بھی بلیک ہاک ہیلی کاپٹر سے اتارے جانے والے کمانڈر زاب خود ماسک پہنے کمروں میں چھپنے پر مجبور ہیں۔

لیکن تاریخ میرا ہاتھ تھام کر کہہ رہی ہے کہ ذرا چھٹی صدی، چودھویں صدی، پندرہویں اور بیسویں صدی پر نظر ڈالو، طاعون، کالی موت، چیچک، ہیضے کی وبائیں پھوٹتی تھیں تو کروڑوں لاکھوں جیتے جاگتے روزانہ دم توڑ دیتے تھے، آج کے جدید اسپتال تھے نہ دواساز کارخانے، نہ ہی میڈیا، ہر وبا نے انسانی فکر کو تازیانے لگائے، انسان تحقیق سے جُڑ گیا، طبّی آلات ایجاد ہوئے، دوائیں، محلول اور ٹیکے، انسانی زندگی محفوظ ہوتی گئی۔

اب تیسرا مہینہ ہے، دنیا کی سات ارب ۸۰ کروڑ آبادی میں سے قریباً ۱۰ ہزار اموات ہوئی ہیں، اڑھائی لاکھ کے قریب کورونا متاثرین ہیں، مگر دنیا کی طنابیں کھنچی ہوئی ہیں، کہیں بھی کرونا کا وار ہوتا ہے تو دور دراز علاقوں میں اطلاع پہنچ جاتی ہے، یہ رابطوں کی صدی ہے، رابطے ہی کورونا کی بہترین سواری ہیں، اسے پاسپورٹ درکار ہے نہ ویزا، ایک سو اسی ملکوں میں پہنچ چکا ہے، لیکن انسان نے ہمت نہیں ہاری، لندن اب بھی متاثر ہے، مگر تاریک صدیوں والا حال نہیں ہے، لاکھوں بلیاں کتے ہلاک نہیں کیے جارہے، گھروں کے باہر صلیب کے سرخ نشان نہیں بنائے جا رہے۔

خطرناک وباؤں کا سراغ بھی جلد لگ جاتا ہے، احتیاطی تدابیر بھی فوراً ہی دنیا بھر میں نشر کر دی جاتی ہیں۔

پاکستان سمیت سارے ملکوں کی حکومتیں اس نادیدہ دشمن سے نمٹنے میں دن رات مصروف ہیں، اربوں کی رقوم مختص کی جارہی ہیں، ماہرین کا اندازہ ہے کہ اس خاردار جرثومے کے فوری اور مہلک اثرات تو کم از کم چھ ماہ تک متحرک رہیں گے، لیکن اس کے دوررس اثرات کم از کم ڈیڑھ سال تک قوموں کو اپنے شکنجے میں گرفتار رکھیں گے، امریکی صدر بش تو ۲۰۰۱ء میں نئے عالمی نظام لانے کا دعویٰ کر رہے تھے لیکن اب واضح طور پر دکھائی دے رہا ہے کہ کووِڈ ۱۹ (کروناوائرس) کے بعد دنیا بدل جائے گی، ہر علاقہ تبدیل ہوگا، ہر قوم کی سوچ بدلے گی۔ پاکستان بھی بدلے گا۔

عالمی قیادتوں کا امتحان ہو رہا ہے، جمہوریت کی آزمائش ہے، آمریت کو چیلنج ہے، حکمران سیاسی پارٹیاں سوالیہ نشان بنی ہوئی ہیں، اپوزیشن لیڈروں کا کچا چٹھہ کھل رہا ہے، بستر علالت پر پڑی قومیں جب غسل صحت کرکے واپس اپنی باگ ڈور سنبھالیں گی، جب حکومتیں آئی سی یو سے باہر آئیں گی، جب لیڈرز اپنے ناک منہ سے ماسک ہٹائیں گے تو دنیا بہت بدل چکی ہوگی۔

معاشرے حکومتوں سے آگے نکل جائیں گے، قوموں کے درمیان تعلقات نئے سرے سے مرتب ہوں گے، خارجہ پالیسیاں دنیا بھر میں تبدیل ہو جائیں گی، میں یہ نتائج تاریخ کے متعلقہ ادوار میں ہونے والے تغیرات کے مطابق اخذ کر رہا ہوں، ہر بڑی وبا کے بعد دنیا میں بڑی اور مثبت تبدیلیاں آئی ہیں، طاعون کے بعد تو عالمی جنگ بھی لڑی گئی، سب سے زیادہ بدلاؤ تو طبّی دنیا اور دوا سازی میں آئے گا، سماجی رویے مجموعی طور پر بدلیں گے۔

غور کیجئے! ڈیڑھ سو سے زیادہ ملکوں میں کئی کروڑ انسان اس وقت معمول سے ہٹ کر اپنے گھروں میں وقت گزار رہے ہیں، وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ ہیں، بیشتر اکیلے ہیں یا صرف میاں بیوی، یہ تنہائی ان کی سوچ کا رُخ موڑ رہی ہے، بڑے بڑے فلسفی، سائنسدان، ماہرینِ تعلیم، سماجی مفکر، علمائے دین بہت کچھ سوچ رہے ہیں، ان کو اپنے معمولات سے جبراً ہٹنا پڑا ہے، یہ سب مستقبل کی فکر کر رہے ہیں، دیکھ رہے ہیں کہ ہم سے کہاں کہاں، کیا کیا غلطیاں ہوئی ہیں، تنہائیاں، خاموشیاں اور سناٹے نئی رنگینیوں اور رونقوں کو جنم دیں گے۔

پاکستان میں کیا سوچا جارہا ہے یہ تو ٹویٹر، فیس بک، اخباری کالموں اور ٹاک شوز سے ظاہر ہورہا ہے، وہی ہے چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے، لیکن ہمارے پروفیسرز، ماہرین تعلیم، ڈاکٹرز بہت کچھ سوچ رہے ہیں، وہ اپنا وقت اور عقل سوشل میڈیا پر ضائع نہیں کرتے۔

جدید ٹیکنالوجی اور بہترین طبّی سہولتوں کے باعث ہلاکتیں کم ہیں، لیکن سماجی رویے، مذہبی فکر مزاحمت کر رہی ہے، پاکستان میں وفاق اور پنجاب میں حکمراں پی ٹی آئی، سندھ میں حکمران پی پی پی، اپوزیشن مسلم لیگ (ن) تینوں بحیثیت سیاسی پارٹی بالکل بے حس اور ناکام رہی ہیں، سندھ کے وزیر اعلیٰ نے ذاتی طور پر بہت راست فکری اور انتظامی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے مگر کسی سیاسی پارٹی نے اتنی بڑی وبا پر اپنی مرکزی کمیٹی کا اجلاس بالمشافہ یا آن لائن نہیں بلایا، نہ کسی نے اتنے بڑے سماجی بحران پر کوئی پالیسی بیان جاری کیا ہے، علمائے کرام بھی اپنے منصب سے غافل ہیں، سب سے زیادہ مایوسی اطبا اور حکما کی طرف سے ہوئی ہے، ان کی خاموشی نے اس قدیم روایتی پیشے کی بے عملی ثابت کی ہے۔

بلدیاتی اداروں کی کمی بھی شدت سے محسوس کی گئی ہے۔ اگر یہ بااختیار ہوتے تو ہمارے شہروں میں اس وبا کا مقابلہ اور زیادہ نظم وضبط سے ہوتا۔

میرے خیال میں تو پاکستان کی ۷۳ سالہ تاریخ میں پہلی وبا ہے، ہنگامی طور پر تو اس کا مقابلہ کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ رحم کرے، ہلاکتیں زیادہ نہ ہوں، اس وبا نے جس طرح پورے ملک کو ایک طرح جھنجھوڑا ہے، بین الصوبائی رابطوں میں خامیاں نظر آئی ہیں، اسپتالوں کی کمی، وینٹی لیٹرز کی قلت، ڈاکٹروں نرسوں کی عدم تربیت، بہت انقلابی تبدیلیاں لانا ہوں گی، حکومت اور پرائیویٹ شعبے میں صحت اور سماجی رویوں کے حوالے سے بہت زیادہ اشتراک ناگزیر ہوگا، علمائے کرام کو اجتہادی سوچ اختیار کرنا ہوگی۔

تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی آزمائش میں انسان کو اسی لیے ڈالتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے بہتر رویے اختیار کرسکے، انسانی زندگی میں آسانیاں لانے کے لیے نئے طریقے تلاش کرے، نئے آلات ایجاد کرے، ہمارا خالق اپنی مخلوق سے پیار کرتا ہے، اسے ترغیب دیتا ہے کہ وہ کائنات اور امکانات میں موجود سہولتیں ڈھونڈ کر ان کی صورت گری کرے اور روزمرہ کے استعمال میں لائے، غیر مسلم قومیں اسی انداز سے سوچ رہی ہیں، تحقیق میں مصروف ہیں، کیا ہماری یونیورسٹیوں، تحقیقی اداروں، تجربہ گاہوں اور دینی مدارس میں ان خطوط پر کوئی کام ہورہا ہے؟ (روزنامہ جنگ)

محمود شام صاحب نے اپنے اس مضمون میں علماء اور اطباء کو ایک لحاظ سے فعل قرار دیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارے حکمرانوں اور ارباب اختیار لوگوں کی ناکامی ہے، جو اطباء کو شفاء خانوں میں سہولیات مہیا نہیں کرتے اور علماء کی قیمتی آراء اور مشوروں سے استفادہ نہیں کرتے۔ (محمود الرشید حدوٹی)

کرونا کی تباہ کاریاں

(ارشاد بھٹی)

کیا وقت، کیا منظر، ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز، نہ کوئی بندہ رہا نہ بندہ نواز، ۵۰ارب ڈالر جیب میں رکھے سپر پاور کا سپر صدر ٹرمپ بے بس، ہم ماجے گامے، نتھو خیرے نما ملک بھی بے بس، وسائل سے مالا مال یورپ، تیل سے بھرا مڈل ایسٹ بے بس، مسائل کی دلدلوں میں نکونک دھنسے جھونپڑپٹی نما قسم کے ملک بھی بے بس۔

امریکہ، برطانیہ، یورپ والے بھی وینٹی لیٹر، وینٹی لیٹر کر رہے ہے، سوئٹزر لینڈ، اٹلی، اسپین، فرانس کے اسپتال بھی مریضوں کو لینے سے انکاری، کراچی، لاہور، دلی، کولکتہ میں بھی وینٹی لیٹرز نہیں مل رہے، اسلام آباد، تہران کے اسپتال بھی مریضوں سے دور بھاگ رہے۔

کیا وقت، کیا منظر، سپر پاور کا سپر صدر ٹرمپ بتائے، میں اتنا ڈرا ہوا تھا، پورا دن اپنے منہ کو نہیں چھوا، کینیڈا کا وزیر اعظم بیگم، بچوں کو علیحدہ کر کے اپنے گھر میں خود ہی قید، ملکہ برطانیہ بکنگھم پیلس چھوڑ گئیں، اسپین کی ملکہ بیمار، منا کو کا شہزادہ بیمار، امریکی وزیر دفاع بیمار، ہالی وڈ کے اداکار بیمار۔

ایرانی پارلیمنٹ کے اراکین، مشیر، نائب صدر جاں بحق، کیا وقت، کیا منظر، ویٹیکن سٹی بند، قبلہ اول بند، مسجدیں، گردوارے، چرچ، مندر بند، مسجد نبوی صرف نماز کیلئے کھلے، خانہ کعبہ خالی کرا لیا گیا، ”الصلوٰۃ فی بیوتکم، الصلوۃ فی بیوتکم“ نماز گھر پڑھو، نماز گھر پڑھو کی اذانیں، بیسیوں مسلمان ممالک میں جمعہ کا خطبہ ہوا نہ نماز، کیا وقت، کیا منظر، اٹلی کا وزیر اعظم کہہ رہا، سب وسائل پاس مگر

معاملات زمینی طاقتوں سے باہر، اب آسمانی مدد کا انتظار، ارشادِ باری تعالیٰ یاد آجائے، یہ دنیا امتحان گاہ، یہ دنیا مچھر کا پر، یہ دنیا مکڑی کا جالا، واہ، واہ، واقعی دیکھتے ہی دیکھتے یہ دنیا ۱۸۷ ملکوں کیلئے امتحان گاہ ہو گئی، مچھر کا پر، مکڑی کا جالا نکلی، ۳۱دسمبر ۲۰۱۹ء، چین میں پراسرار بیماری کی خبر آئی، ۷ جنوری ۲۰۲۰ء، عالمی ادارۂ صحت نے اس بیماری وائرس کو 'کورونا' کا نام دیا، ۱۱ جنوری ۲۰۲۰ء، چین میں پہلی ہلاکت، آج ۲۳ مارچ ۲۰۲۰ء، مطلب صرف ۲ ماہ ۲۳ دنوں میں کورونا وائرس پوری دنیا کی اینٹ سے اینٹ بجا چکا۔

ایک ارب انسان گھروں میں قید، معیشت تباہ، معاشرت برباد، کاروبار، میل ملاپ، سیر و تفریح، سب پلان، سارے منصوبے ختم، ۷ براعظموں میں نفسا نفسی، افراتفری، خوف اور موت سے بچنے کی تدبیریں، یہ وائرس، یہ کورونا، یہ ۷۰ سال سے دنیا میں موجود، اسے سال میں ایک آدھ بار ہم بھگتیں بھی، بس اس بار یہ ذرا سی ایڈوانس شکل لیے نوول کورونا بن کر کیا آگیا کہ اس گلوبل ویلیج کی ساری سائنسیں، تمام عقلیں دھری کی دھری رہ گئیں، پتا ہی نہیں چل رہا، یہ پھیلے کیسے، ہاتھ سے، سانس سے، ہوا سے، پتا ہی نہیں چل رہا، یہ ختم کیسے، کب ہوتا ہے، پتا ہی نہیں چل رہا، اس کا علاج کیا۔

کیا وقت، کیا منظر، بحیثیت مسلمان یہ سوچ کر ہی دل ڈوبا جا رہا کہ ایسا کیوں، اللہ نے ہم سے اپنا گھر خالی کروالیا، اپنے گھر میں آنے پر پابندی لگا دی، بحیثیت مسلمان یہ سوچ کر اطمینان بھی آئے کہ فرمایا گیا" دنیا میں ۳ ہزار امراض، دو ہزار کا علاج مل جائے گا، ایک ہزار امراض کا علاج صرف دعا میں" مطلب دعا کا، توبہ کا، استغفار کا دروازہ کھلا ہوا، واپس پلٹنے کا آپشن موجود، ارشادِ باری تعالیٰ "اور میں دلوں، دنوں کو پھیر دیا کرتا ہوں"۔

کیا وقت، کیا منظر، ہم کیسے بدنصیب، کورونا قیامت بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ پا رہی، ادھر کورونا وائرس آیا، اُدھر سینی ٹائزر، ماسک ذخیرہ کر لیے گئے، دوائیاں، آٹا، چینی، گھی سب مہنگا، مومن چھ چھ مہینوں کا راشن اکٹھا کر رہے، حیران ہوں انہیں کیسے پتا کہ یہ ۶ ماہ زندہ رہیں گے، جسم میں ۳۷ٹریلین باڈی سیلز، ۳۹ٹریلین بیکٹریاز، اوپر سے کورونے وائرس اور حالت یہ، پہلی سانس سے آخری ہچکی تک کچھ کنٹرول میں نہیں، مگر لالچ، حرص، ہوس ختم ہونے کو نہ آئے، سچ کہا باری تعالیٰ نے، بیشک انسان خسارے میں ہے۔

کیا وقت، کیا منظر، کہیں خوشی کہیں غم، ایک طرف چین کورونا وائرس یوں کنٹرول کر چکا کہ ۵ کروڑ افراد کو قرنطینہ کیمپ میں رکھا، وائرس زدہ سانسوں کو سیدھا فضا میں جانے کے بجائے قرنطینہ میں بنائے گئے خصوصی راستوں سے نکالا اور فضا میں بھیجنے سے پہلے خصوصی ٹریٹمنٹ کی، دوسری طرف امریکہ یوں بے بس، کہہ رہا۔ عین ممکن یہ وائرس مزید ایک سال رہے، ۱۶ سے ۲۲ لاکھ امریکی مر سکتے ہیں، ایک طرف کینیا میں ایک ہلاکت بھی نہیں، دوسری طرف اٹلی میں اتنی لاشیں، فوجی ٹرکوں پر لاشیں لے جاکر ویران جگہوں پر جلائی جارہیں، ایک طرف دنیا بھر کے سائنسدان کورونا توڑ نکال رہے۔

دوسری طرف ہم پاکستانی یہی سوچ سوچ کر خوش، گرمی آئے گی، کورونا خود بخود مر جائے گا۔ کیا وقت، کیا منظر، کورونا وائرس پاکستان میں، پہلا مرحلہ گزر چکا، پہلا مرحلہ تھا، یہ یہاں نہ پہنچے، یہ ذمہ داری تھی حکومت کی، اب یہ پہنچ چکا، اب دوسرا مرحلہ، اب حکومت کے ساتھ ساتھ ذمہ داری ہم سب کی بھی، اب ہمارے سامنے دوراستے، اٹلی، امریکہ، ایران کا رستہ، حکومتیں نااہل نکلیں، عوام نے ساتھ نہ

دیااور تباہی، بربادی مقدر، دوسرا رستہ چین کا، حکومت، عوام اکٹھی ہوئی اور اپنی موت کو کورونا کی موت میں بدل دیا،اب ہم سب کو کوروناوائرس کو پھیلنے سے روکنا، ہم روک سکتے ہیں۔

کرنا کیا ہے، کرنا یہ، کورونا سے خود بچنا، دوسروں کو بچانا، اپنے اِرد گرد والوں سے خود بچنااور انہیں بچانا، یہ کوئی راکٹ سائنس نہیں، یہ بہت آسان، بس احتیاط کرنی ہے، ہاں صرف احتیاط، احتیاط کیا، ہر گھنٹے بعد صابن سے ہاتھ دھوئیں، ہر گھنٹے پانی پیئیں، کھانسی، چھینک سے بچیں اور بچائیں، گھر میں رہیں، زیادہ وقت الگ تھلگ، غیر ضروری باہر جانا بالکل بند، رش والی جگہوں سے مکمل پرہیز۔

غیر ضروری کام نہیں، غیر ضروری چیزوں کو بالکل نہیں چھونا، صابن سے ہاتھ دھوئے بنا اپنی آنکھوں، اپنے ناک، اپنے چہرے کو بھی نہیں چھونا، وٹامن سی لیں، لیموں قہوہ پیئیں، اپنے امیون سسٹم کو بہتر بنانے والی خوراک کھائیں، ریسٹ کریں۔

بس یہ پندرہ ۲۰ دن کی احتیاط، جاتے جاتے یہ بتانا ضروری، بلاشبہ یہ وائرس بہت تیز، جلدی لگے، مگر جتنا تیز اتنا خطرناک نہیں، پھر ہمارا ملک، ماحول، رہن سہن ایسا کہ ہم لکڑ ہضم، پتھر ہضم، جعلی، نقلی، دو نمبر خوراکیں کھا کھا کر ہمارے معدے ٹارزن بن چکے۔

ہم زکام، گلا خراب، سر درد، بخار کو ٹونوں، ٹوٹکوں سے ہرا چکے، دیکھ لیجئے گا، کورونا جتنا نقصان امریکہ، برطانیہ، یورپ کو پہنچا چکا، اتنا ہمیں نہیں پہنچا سکے گا مگر پھر بھی سب نے احتیاط کرنی ہے اور بحیثیت مسلمان دعا اور استغفار بھی۔ (جنگ اخبار)

☆☆☆☆

بہار میں عذاب

(ڈاکٹر صفدر محمود)

حسب معمول موسمِ بہار آہستہ آہستہ اتر رہا ہے، درختوں کی ٹہنیوں پر سرسبز شگوفے اور رنگ برنگ پھول بہار کا پیغام دے رہے ہیں، صحن، باغات، پارکس خوشبو سے معطر ہیں، یہ وہ موسم ہے جس کا انتظار رہتا ہے اور جس کی خوشبو سے ہم اپنی سانسوں کو معطر کرتے ہیں، اس بار موسمِ بہار عجیب رنگ میں آیا ہے کہ ہم سانسوں سے خوف زدہ ہیں، خوف کے مارے گھروں میں دبکے بیٹھے ہیں، دوستوں، عزیزوں سے ملنے سے گھبراتے ہیں اور گھر سے باہر قدم رکھتے ہی سہمے سہمے سے رہتے ہیں۔

ہاتھ ملا کر کسی ہمدم کی محبت کی تپش محسوس کرنا تو دور کی بات کئی فٹ کے فاصلے سے جگر کے ٹکڑوں کا نظارہ کرتے ہیں، جن دلوں میں خوف الٰہی ہے وہ ہمہ وقت دعائیں پڑھتے اور اللہ کا رحم طلب کرتے ہیں، کل ایک عالم کہہ رہا تھا کہ یہ عذاب الٰہی ہے، جب عذاب الٰہی آتا ہے تو انسانوں کے درمیان تمیز اور فرق نہیں کرتا، احتیاط اور علاج سنت ہیں اور ضروری بھی لیکن دوا کو دعا سے ملالو اور اللہ سے رحم مانگو تو اس سے دوا کی تاثیر بڑھ جاتی ہے۔

وباء عذاب اور بیماری ان معنوں میں آزمائش ہیں کہ کیا انسان اس کے خوف سے اپنے مالک حقیقی کی جانب رجوع کرتا ہے یا نہیں؟ اپنے پہ نگاہ ڈال کے گناہوں سے تائب ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کی سوچ اور شخصیت نئے سانچے میں ڈھلتی ہے یا نہیں؟ اس لئے بزرگ کہا کرتے ہیں کہ بیماری بے شک آزمائش ہے لیکن جو لوگ

اس آزمائش پر پورا اترتے ہیں ان کیلئے یہ رحمت اور دوسروں کیلئے زحمت بن جاتی ہے، میرا مشاہدہ ہے کہ وباء جب عذاب بن کر اترتی ہے تو مختلف قوموں کا بحیثیت قوم مختلف رد عمل ہوتا ہے۔

جن قوموں میں حب الوطنی، انسانی ہمدردی اور خدمت کا جذبہ فراواں ہے ان کو رحمت الٰہی کی تائید حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ میرے رب کو مخلوق کی خدمت حد درجہ پسند ہے۔

قرآن مجید نے ذرہ بھر نیکی کے اجر کا وعدہ کیا ہے اور اس میں قوموں اور انسانوں میں حد فاصل نہیں کھینچی اور نہ ہی تمیز کی دیوار کھڑی کی ہے، احتیاطی تدابیر نہ کرنا بہادری نہیں، غفلت اور کم عقلی ہے، اٹلی جیسا یورپی ملک اس کی سزا بھگت رہا ہے اور انگلستان کی باری آنیوالی ہے۔

اتوار کو صرف چوبیس گھنٹوں میں اٹلی میں کورونا نے ۱۶۲۷ انسانوں کو نگل لیا، پاکستان دیر سے بیدار ہوا ہے، شہروں کے رہائشی لاپرواہ اور پچاس فیصد دیہات میں بسنے والی آبادی غافل ہے، ایک گاؤں یا قصبے میں فقط ایک کورونا سے متاثر شخص آجائے تو وہ اس کی نصف سے زیادہ آبادی کی جان لینے کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ وہاں علاج معالجے اور قرنطینہ (طبّی جیل) کی سہولتیں ناپید ہیں۔

امریکہ جیسے خوشحال اور سائنسی حوالے سے ترقی یافتہ ملک کی مثال لیجئے، وہاں سات مارچ ۲۰۲۰ء کو کورونا متاثرین کی تعداد ۴۳۵ تھی اور آج ۳۵ ہزار سے آگے جا چکی ہے، وجہ امریکی حکومت نے ٹیسٹنگ دیر سے شروع کی، اس وقت دنیا بھر میں کورونا مریضوں کی تعداد ساڑھے تین لاکھ کے لگ بھگ ہے جو چند دنوں میں دس

لاکھ ہونے کا خدشہ ہے۔ افریقی اور پسماندہ ممالک میں کورونا قیامت ڈھانے والا ہے،اب ذرااملاحظہ فرمائیں امریکی قوم کا رد عمل۔

بل گیٹس نے ۱۲۰ ملین یعنی ۱۲ کروڑ ڈالر اس عذاب سے نپٹنے کیلئے وقف کر دیے ہیں،ایپل نے بیس لاکھ صنعتی مہنگے ماسک اور ٹیسلا کار کمپنی نے ڈھائی لاکھ ماسک مفت تقسیم کیے ہیں، ٹیسلا اور جنرل موٹرز کمپنی نے کاریں بنانے کے بجائے وینٹی لیٹرز بنانا شروع کر دیے ہیں، رئیس امریکی ملکر کروڑوں ڈالر کا فنڈ جمع کر رہے ہیں تاکہ چھوٹے کاروباری حضرات کی مدد کی جائے۔

پچاس کمپنیاں دن رات کورونا کے علاج کیلئے ویکسین بنانے میں مصروف ہیں، کارنی ول بحری جہاز کمپنی نے اپنے بحری جہاز کورونا مریضوں کے اسپتال بنانے کیلئے دے دیئے ہیں، امریکی فوج کے ریٹائرڈ ڈاکٹرز بیماری سے لڑنے کیلئے میدان میں نکل آئے ہیں، نیوی کے دو جہازوں کو اسپتالوں میں تبدیل کیا جا چکا ہے۔

نووارٹس کمپنی نے ۱۳۰ ملین ملیریا کش دوائیں مفت تقسیم کی ہیں اور ۲۰ ملین ڈالر سے مستحق خاندانوں کی مدد کی ہے، ملیریا کش دوا کورونا کے علاج میں بہت مفید ہے اور اس موقع پر نووارٹس کمپنی اس دوا سے اربوں ڈالر کما سکتی تھی وہ مستحق افراد میں دوا مفت تقسیم کر رہی ہے، چین نے جس طرح کورونا کا مقابلہ کیا اور فتح حاصل کی اس کی تفصیلات آپ سب جانتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ پاکستانی دولتمند، صنعتکار، امراء اور ارب پتی کہاں ہیں؟ اسلامی تعلیمات کا اثر ہوتا تو دولتمند مسلمان ممالک اور دولتمند ارب پتی مسلمان جو دنیائے اسلام میں موجود ہیں، اس وقت تک اپنی دولت کا معتد بہ حصہ کورونا کیخلاف جہاد کیلئے

وقف کر چکے ہوتے، دیکھا گیا ہے کہ قرآنی تعلیمات کے برعکس زیادہ تر مسلمان حریص ہیں،ان میں خدمت خلق کا جذبہ ناپید اور رضائے الٰہی کے حصول کی تمنا مفقود ہے، اپنی ذات اور عیش و عشرت پر کروڑوں خرچ کرنیوالے انسانی فلاح کو صرف حکومت کی ذمہ داری سمجھتے ہیں،امت کا تصور ایک خواب ہے اور خواب ہی رہیگا۔

دولت کے انباروں پر بیٹھے دولتمندوں کو ہرگز احساس نہیں کہ یہ عذاب غریب امیر میں تمیز نہیں کرتا، کینیڈا کے وزیراعظم کی نوجوان بیوی کورونا کے ہاتھوں اسپتال میں پڑی جس طرح بے بس اور شدید اذیت کا شکار ہے اس کی وڈیو وائرل ہو چکی ہے اور سبق آموز ہے۔

ہمارے حکومتی وسائل محدود ہیں، حکومتی بصیرت اور کارکردگی محدود ہے، عوام غفلت کا شکار ہیں، پچاس فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے اور وہاں خطرے کا الارم بجا ہی نہیں،دولتمند حضرات دولت کے زور پر محفوظ رہنے کے فریب میں مبتلا ہیں جبکہ یہ صرف وبا ہی نہیں، عذاب ہے اور عذاب بلا تمیز آتا ہے۔

یہاں تک لکھ چکا تو ایک عابد وزاہد فقیر منش مہربان کا فون آیا،ان کے پیغام کو صدقہ جاریہ سمجھ کر لکھ رہا ہوں باقی آپ کی مرضی،ان کا فرمان ہے کہ اس عذاب الٰہی کا مقابلہ کرنے کیلئے توبہ و استغفار کریں۔

اللہ پاک سے رحم طلب کریں، تھوڑے شہد میں سات دانے کلونجی ڈال کر روزانہ لیں اور دعائے ابراہیمیؑ جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں،اس کی اس آیت کا ورد کرتے رہیں" ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب"۔بے شک اللہ بخشنے والا اور رحیم و کریم ہے۔

☆☆☆☆

فلسفہ عذاب الٰہی اور سنت الٰہی

(اوریا مقبول جان)

ایک زمانہ تھا کہ اگر کہیں کوئی آفت، مصیبت، پریشانی یا بیماری آتی، تو لوگ اپنے اندر جھانکتے، کہ کہیں ان سے کوئی خطا تو سرزد نہیں ہوگئی، کسی قسم کا ظلم یا زیادتی تو نہیں ہوئی، کسی کا حق تو وہ غصب نہیں کیا کہ، آج جس کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔

لوگوں کے دلوں میں یہ تصور پختہ تھا کہ مظلوموں کی فریاد، بستیوں پر عذاب نازل کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۷۳ء میں پاکستان میں شدید سیلاب آیا تو اس دور کا خوبصورت شاعر عدیم ہاشمی جو بہت حد تک کیمونسٹ خیالات کا حامی تھا وہ بھی یوں پکار اٹھا اور اس کا یہ شعر زبان زد عام ہو گیا انسان کی آنکھ خشک تھی، انسان کے ظلم پر اب جو پہاڑ روئے تو سیلاب آگیا بستیوں پر آفت و مصیبت اور بیماری و پریشانی کے نزول کے پیچھے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ایک خاص مقصد چھپا ہوتا ہے۔

اللہ چاہتا ہے کہ لوگ جو خوابِ غفلت میں مست ہیں، انہیں جھنجھوڑا جائے، تاکہ وہ اللہ کی جانب واپس لوٹ آئیں، اپنے اندر جھانکیں، اپنے گناہوں کا احساس کریں اور اللہ سے معافی طلب کریں۔

ہر عذاب، مصیبت، پریشانی یا آفت دراصل اسی لیے آتی ہے کہ آخرت کے عذاب کی جانب تیزی سے گامزن، غافل انسانوں کو جھنجھوڑا جائے، بالکل ویسے ہی، جیسے کوئی تیز رفتاری سے کسی ایسی ڈھلوان پر پھسلتا جارہا ہو جس کے آخر میں ایسی گہری کھائی ہو جس میں وہ اچانک دھڑام سے گر جائے گا، تو اس کے خیر خواہ زبردستی پکڑ کر

اسے روک دیتے ہیں، بے شک ایسا کرتے ہوئے انہیں اس شخص کی ناراضگی ہی کیوں نہ مول لینی پڑے، وہ باز نہیں آتے، اللہ چونکہ اپنے بندوں پر از حد مہربان ہے، اسی لیے جب وہ دیکھتا ہے کہ مخلوق کا ایک بہت بڑا حصہ، غفلت میں ڈوبا ہوا ہے اور تیزی سے جہنم کی جانب بڑھ رہا ہے، تو وہ انہیں خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے آفت، مصیبت، پریشانی اور عذاب نازل کر کے جھنجھوڑتا ہے۔

اللہ اپنی اس سنت کو قرآن پاک میں یوں بیان فرماتا ہے، "اور ہم انہیں لازماً مزا چکھائیں گے، چھوٹے عذاب کا، بڑے عذاب سے پہلے، شاید کہ یہ رجوع کر لیں (السجدہ:۲۱)۔

عموماً یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جن بستیوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا، کیا وہ ساری کی ساری واقعی عذاب کی مستحق ہوتی ہیں؟ ان میں تو معصوم بچے اور نیک لوگ بھی شامل ہوتے ہیں، تو پھر سب کو ایک ساتھ ہی نیست و نابود کیوں کیا جاتا ہے؟

یہ تصور ہمارے ذہنوں میں اس لیے جنم لیتا ہے، کیونکہ ہم میں سے اکثر یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کی صرف یہی ساٹھ یا ستر سالہ زندگی ہی ہے، جس میں جزا اور سزا سب ہو جائے گی، نہ پہلے کچھ تھا اور نہ بعد میں کچھ ہوگا، اسی لیے ہم زلزلے، بیماری اور طاعون وغیرہ میں موت کو اللہ کا آخری فیصلہ قرار دے کر یہ سوال کرتے ہیں کہ اللہ نیک و بد سب کو ایک طرح کیوں ہلاک کرتا ہے۔

مگر اللہ نے تو ان آفتوں کو نازل کرنے کا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ وہ لوگوں کو جنجھوڑ کر آخرت کے خوفناک عذاب سے بچا لے، اگر آخری فیصلہ اسی دنیا میں ہی ہو جانا ہے تو پھر اللہ کو جھنجوڑنے کی کیا ضرورت ہے، بے شمار لوگوں کے مظالم اس

قدر شدید ہوتے ہیں کہ ان کی سزا اس دنیا میں ممکن ہی نہیں ہے، سیلاب آیا، چند ڈبکیاں کھائیں اور مر گئے، زلزلے میں عمارت گری، دب کر ہلاک ہو گئے، ایسے میں کیا کئی سو لوگوں کو قتل کرنے والے، ہزاروں افراد کا حق مارنے والے، لاتعداد عورتوں کو زبردستی جنسی تشدد کر کے مارنے والوں کی سزا بھی پوری ہو گئی؟ اگر دنیا کے عذاب ہی نے فیصلہ کرنا ہے تو پھر ایک ظالم کی موت اور ایک پارسا اور نیک کی موت میں تو کوئی فرق ہی نہ ہوا، دونوں نے چند لمحوں کی اذیت حاصل کی، دونوں چند ماہ بیمار رہے، دونوں ڈوب کر مر گئے، معاملہ ختم۔

اللہ کا انصاف ایسا نہیں اور اس کے ہاں جزا و سزا کا ایک دن مقرر ہے جسے آخرت کہتے ہیں، زلزلے یا سیلاب اور آفت و بیماری میں مرنے والے بھی اور ان آفتوں سے زندہ بچ نکلنے والے بھی ایک ساتھ روز حشر اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔

آفتوں کے نتیجے میں جو نیک، پارسا افراد اور معصوم بچے مرے ہوں گے وہ جنت کے مستحق ٹھہریں گے اور جو ظالم ہوں گے، ان کے لئے آخرت کا دردناک عذاب منتظر ہو گا۔

اللہ تعالیٰ دنیا کے عذاب کو کسی صورت بھی جزا و سزا کا فیصلہ نہیں بتاتا، بلکہ اپنی ناراضگی کا اظہار یا پھر لوگوں کو موت سے پہلے خواب غفلت سے نکالنے کا ایک ذریعہ بتاتا ہے، اسی لیے جب وہ کسی بستی پر عذاب نازل کرتا ہے تو ہر خاص و عام پر ایک ساتھ کرتا ہے۔

اس لئے اللہ فرماتا ہے "اور ڈرو اس وبال سے جو تم میں سے صرف ان لوگوں پر نہیں پڑے گا، جنہوں نے ظلم کیا ہو گا (الانفال: ۲۸)۔ اس دنیاوی عذاب کے وقت بھی اللہ مرتے وقت جسے چاہتا ہے استغفار کی توفیق دے دیتا ہے اور اگر وہ سمجھے کہ

فلاں شخص کے ظلم بے شمار ہیں تو اسے عذاب کے وقت بھی استغفار کی توفیق عطا نہیں کرتا، اسی لئے پوری امت کے علما و فقہا اس بات پر متفق ہیں کہ اگر آفت اور پریشانی میں لوگ اللہ کی طرف رجوع کرلیں تو یہ آزمائش ہے، لیکن اگر وہ اللہ کی ذات سے منہ پھیر کر اپنی اکڑ اور طرم خانی دکھانے لگیں تو یہ عذاب ہے، اللہ کے ہاں موت دراصل اس کے ایک جہان سے دوسرے جہان منتقلی کا نام ہے، بالکل ویسے ہی جیسے آپ ایک بچے کو گھر میں کھیلنے کے کمرے میں کچھ دیر کیلئے چھوڑیں اور پھر اسے واپس سونے کے کمرے میں لے جائیں تو آپ کو ہرگز پریشانی نہیں ہوگی، کیونکہ بچہ تو آپ کی نظروں کے سامنے ہی ہے۔

اسی طرح اللہ کو بھی زلزلوں سیلابوں اور بیماریوں میں مرنے والوں کے بارے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اسی کے پاس ہوتے ہیں، اسی کی نظروں کے سامنے، بس ایک کمرے (دنیا) سے ہے دوسرے کمرے (برزخ) میں منتقل ہو جاتے ہیں، دراصل انسان اپنی کم عقلی اور یقین کی کمی کی وجہ سے پریشان ہوتا ہے، سمجھتا ہے کہ اللہ نے لوگوں کو مار کر ظلم کیا ہے۔

مگر جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ مرنے والے کو رخصت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جلد ہم تم سے ملنے والے ہیں، عموماً انسانی بستیاں جب صورت عذاب برباد ہوتی ہیں اس کے پیچھے اللہ تبارک وتعالی کی ایک سنت یہ کارفرما ہوتی ہے کہ لوگ اس مختصر سے عذاب کو دیکھ کر عبرت پکڑیں، جبکہ اس کے علاوہ بھی اللہ نے گذشتہ امتوں پر بحیثیت مجموعی بھی عذاب نازل کئے اور انہیں مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹادیا اور ان جگہوں کو آج تک عبرت کے طور پر محفوظ رکھا ہوا ہے۔

قرآن پاک میں تین مقامات پر دنیا میں سیر و سیاحت کا ایک مقصد بتایا گیا ہے، فرمایا، "ان سے کہو، ذرا، زمین میں چل پھر کر دیکھو، جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ہے" (الانعام:۱۱)، پھر فرمایا" کہو ذرا روئے زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہو چکا ہے (النمل:۶۹)، ایک بار پھر کہا "اے نبی! ان سے کہو کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا کیا انجام ہو چکا ہے، ان میں اکثر مشرک تھے (الروم:۴۲)۔ بحیثیت مجموعی پوری کی پوری بستیاں ظالموں اور مجرموں کہ وجہ سے برباد کی گئیں یا وہ بستیاں تباہ کی گئیں جہاں اکثریت مشرکین کی تھی۔